واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ہندوستان بھر کے کروڑہا

اہل سنت و جماعت کا حقیقی ترجمان، قرآن و حدیث، فقہ اور تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین

مخزن، مسلمانوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی روح پھونکنے والا ماہوار رسالہ موسومہ

جماعت (امرتسر)

ستمبر اکتوبر

1924

بہ سرپرستی

جامع درجات ولایت وارث کمالات نبوت دافع بدعت و ضلالات عامل کتاب و سنت علمبردار شریعت و

طریقت مجدد وقت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین عالیجناب حضرت مولٰنا حاجی حافظ

سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ حنفی نقشبندی مجددی علیپوری لازالت شموس فیضانہ بازغۃ

مرتبہ

عزیز مخدومی امرتسری

سالانہ چندہ صرف تین روپے ۳

باہتمام مولوی محمد عبداللہ صاحب منہاس پرنٹر

در افضل غوثیہ پریس امرتسر طبع ہوکر

پیرزادہ عبدالعزیز مخدومی پبلشر نے جامع مسجد قاصدان امرتسر سے شائع کیا

ہر مسلمان پر اشاعت اسلام فرض ہے

موجودہ زمانہ میں اسلام ہر مسلمان پر خلوص دل اور اخلاق حسنہ سے اشاعت اسلام کے لئے کوشش کرنیکا مطالبہ کرتا ہے تبلیغ و اشاعت اسلام کی پاکیزہ ترین خدمات انجام دینے کے لئے ذیل کی پُر اثر اسلامی کتابوں کو پڑھیے جن سے بے علم بلکہ معمولی سمجھ کا مسلمان بھی اشاعت اسلام کا حق بخوبی ادا کر سکتا ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار پیشگی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنے والوں کو محصولڈاک معاف ہے۔

ہادی اسلام۔ حضرت سرور عالم رسول اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کی مفصل و مکمل سوانح عمری جو کمال تحقیق و تدقیق سے عالمانہ طرز پر لکھی گئی ہے اور اسلامی دنیا میں مقبول عام ہے۔ قیمت عہ

خلافت صدیقی۔ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت ۵ر

خلافت فاروقی۔ حضرت خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت صرف ۵ر

خلافت عثمانی۔ حضرت خلیفہ سوئم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت صرف ۵ر

خلافت حیدری۔ حضرت خلیفہ چہارم سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری قیمت صرف ۵ر

سیرۃ الکبریٰ۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کے حالات طیبات بہایت وضاحت اور دلکش پیرایہ میں قیمت ۶ر

سیرۃ الصدیقہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے حالات طیبات محققانہ انداز میں قیمت صرف ۱۰ر

خاتون جنت۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کے حالات طیبات مع درد انگیز واقعات قیمت صرف ۱۰ر

سوانح اعظم۔ امام الفقہا والمحدثین حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی قیمت ۴ر

سیرۃ محی الدین۔ پیران پیر حضرت شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری مع اعمال و اشغال مفیدہ قیمت صرف آٹھ آنے ۸ر

تحقیق الادیان۔ اس کتاب میں تمام مذاہب کی کتب اور تعلیمات کی تحقیق و تنقیح کے بعد ثابت کیا گیا ہے کہ تمام عالم میں اگر کوئی سچا مذہب ہے اور ذریعہ نجات ہے تو وہ اسلام ہے۔ موجودہ فتنہ ارتداد میں کام کرنیوالے مبلغین و واعظین کیلئے انیس و رفیق صادق ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں زمانہ رسالت، عہد خلافت، محاربات اسلام، واقعات کربلا۔ خلافت حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے حالات۔ اولیائے کرام کی کرامات۔ سلف کے کارنامے کمال شرح و بسط سے درج ہیں۔ ضخامت قریباً ۶۰۰ صفحات ہیں۔ سائز ۲۰×۲۶ کلاں کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت صرف للعہ

اشاعت اسلام۔ اس کتاب میں اشاعت اسلام کی ضرورت و اہمیت بتائی گئی ہے۔ خود پڑھیئے دوسروں کو سنائیے۔ قیمت صرف ۴ر

منگانیکا پتہ یہ ہے:۔

(مولوی) غلام رسول و عبد المجید مالکان کتبخانہ حنفیہ جامع مسجد قاصداں امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول نمبر　　　　　　　　　　　　　　　　　　رسول نمبر

جماعت
امرتسر

جلد ۲　بابت ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۴۳ھ مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۹۲۴ء　نمبر ۵ و ۶

فہرست مضامین

کلامُ الامام امامُ الکلام

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ جماعت کا یہ نمبر "رسول نمبر" ہے، اور یہ وہی موعودہ اشاعت ہے جس کے متعلق پیشتر سے اعلان کیا جا چکا ہے۔ اسکے تمام مضامین ایسے ہونے چاہئیں جنہیں کسی نہ کسی حیثیت سے حضور سرور عالم و عالمیان پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت، اور فضائل ومکارم سے زیادہ تر تعلق ہو، اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس میں سب سے پہلے حجۃ الامۃ سراج الائمہ، راس المحدثین، سید المجتہدین، امام المسلمین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وہ کلام بلاغت التیام تبرکاً وتیمناً درج کریں، جو آپ نے حضرت فخر الاولین والآخرین امام المرسلین وخاتم النبیین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نعت میں ارشاد فرمایا ہے، اور جو بلاشبہ کیا بلحاظ نباہت موضوع، اور کیا باعتبار فصاحت اسلوب محولۂ عنوان جملے کا پورا مصداق ہے۔

امام صاحب رض کے فضائل ومناقب کے بیان سے ہمارا قلم عاجز ہے، لیکن تاہم یکے از ہزار ومشتے از خروار کے طور پر چند امور پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ کی ان تھک مسلسل اور متواتر دینی خدمات سے کون ناواقف ہے؟ آپ کے ظاہری وباطنی کمالات کا آفتاب اس قدر اوج گرا ہے کہ جس کے اشعہ وانوار کی روشنی میں مسلمانوں کے بے شمار افراد نے دینی اور دنیوی رہنمائی حاصل کی۔ ابن ہبیرہ نے آپ کی خدمت میں عہدۂ قضا پیش کیا تھا، اور آپکا اُس عہدے کو پائے استحقار سے ٹھکرا دینا اُسے ناگوار ہوا تھا، لیکن وہ کیا جانتا تھا کہ آپ آگے چل کر روئے زمین کے تاجداران اسلام کے روحانی سلطان ومقتدا ہونے والے ہیں۔ اور آپ کے اجتہادات کے سامنے تاقیامت بڑے بڑے محدثین اور صوفیائے کرام وفقہاء عظام بلکہ اولیا تک سرِ تسلیم خم کرنا ذریعہ سعادت دارین سمجھیں گے اسلامی دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک مستند اور مسلّم علماء اور ارباب افتا پائے جاتے ہیں سب کے سب فقہ حنفیہ ہی کی آفتاب درخشاں سے اقتباس نور کرتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ اسی شمع ہدایت وارشاد سے روشنی اندوز ہوتے ہیں تمام دنیا کے بزرگان مذاہب کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت عالم آشکار ہو جائے گی کہ جو

مقام رفیع حضرت امام ابو حنیفہ رضؓ کو حاصل ہے کسی کو میسر نہیں ہوا۔ ربع مسکون کے طول و عرض میں جہاں جہاں پیروان دین حنیف کا وجود ہے، فرزندان اسلام کا غالب اور معظم حصہ اسی مقدس ہستی کی مجتہدانہ افضلیت کا معترف اور قائل نظر آتا ہے، اسکے علاوہ بعض یورپین محققین نے آپ کے فضل و کمال اور زہد و اتقا کے متعلق اپنی بے لوث آراء کا اظہار کیا ہے، جس کی چند سطور کا اردو ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ ہملٹن لکھتا ہے:-

"امام ابو حنیفہ ایک زبردست اصول فقہ کا موجد گزرا ہے۔ وہ پہلا شخص یہی ہے جس نے مدلل طریقہ سے قانون کے پہلو پر بحث کی ہے اور تمام دنیوی معاملات معاملہ کو اس تحقیق اور تفحص سے قانون کی رسی میں جکڑ دیا ہے، جس کے دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے"

میجر رابرٹ ڈیوری آسبرن لکھتے ہیں:-

"امام بہت بڑے فاضل اور نیکوکار تھے۔ پرہیزگاری، نفس کشی، طاعت و شغل اور خدا سے خوف کھانے میں بہت مشہور تھے۔ آپ کا مزاج نہایت منکسرانہ تھا۔ اپنے کل کام خدا تعالٰی کی رضا کے مطابق کرنے میں بہت مستحکم تھے.. کوئی شخص آپ کی طرح فصاحت و بلاغت سے یا شیرین لہجہ اور خوش آوازی سے نہ بول سکتا تھا"

جارج سیل مترجم قرآن رقمطراز ہے:-

"چار مذہبوں سے پہلا مذہب حنفیہ کہلاتا ہے یہ نام اُس کے بانی امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا تھا۔ ابو حنیفہ کے مذہب کی پہلے عراق میں اشاعت ہوئی مگر اب وہ عام طور پر ترکوں تاتاریوں اور دیگر علاقوں میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے مذہب کی اشاعت سب سے زیادہ ابو یوسف سے ہوئی جو خلیفہ ہادی اور خلیفہ ہارون الرشید کے ہاں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے"

یہ ہیں ان متعدد آراء میں چند رائیں جنہیں علماء مغرب نے امام صاحب رضؓ کی نسبت ظاہر کیا ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث تو مشہور ہی ہے۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ھؤلاء (الفرس) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر علم ثریا پر ہوتا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اُسے لے لیتا، بقول محدثین حافظ سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث میں امام صاحب رضؓ کی طرف اشارہ ہے۔ قطع نظر ازیں آیہ کریمہ

وَّ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے متعلق روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے تین بار پوچھنے پر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر متذکرہ بالا حدیث ارشاد فرمائی، جس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب ہی کی جانب اشارہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان میں حسب ذیل اشعار فرمائے ہیں ؎

لقد زان البلاد ومن علیہا — امام المسلمین ابو حنیفہ
بآیات واسناد و فقہ — کآیات الزبور علی الصحیفہ
امام صار فی الاسلام نوراً — امین للرسول و للخلیفہ
فما بالمشرقین لہ نظیراً — ولا بالمغربین ولا بکوفہ

ترجمہ

۱- زینت دی ہے شہروں اور اُن کے رہنے والوں کو مسلمانوں کے امام ابو حنیفہؒ نے
۲- آیتوں، سندوں اور فقہ سے- جیسے زبور کی آیتوں نے صحیفے پر۔
۳- وہ امام جو اسلام میں ایک روشنی ہے- رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کا اور اُن کے خلیفوں کا امانتدار ہے۔
۴- نہ دونوں مشرقوں میں اس کی مثال ہے- اور دونوں مغربوں میں اور نہ کوفے میں۔

اب ہم قصیدہ غرا سے جماعت کے صفحات کو زینت دیں گے جو فصاحت و بلاغت اور جذبات عالیہ کا ایک بحر زخار ہے۔

قصیدہ نعتیہ من تصنیف حبر الامۃ سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا — اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَا
اے سرداروں کے سردار میں آیا ہوں آپ کے پاس آپ کا قصد کرکے — امیدوار ہوں آپ کی خوشنودی کا اور بچنا چاہتا ہوں آپ کے بچاؤ میں
وَاللّٰہِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ — قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَا
بخدا اے بہترین مخلوق میرے پہلو میں ایک ایسا دل ہے — جو آپ کا ہی شیفتہ ہے اور آپ کے سوا کسی کو نہیں چاہتا
وَبِحَقِّ جَاھِکَ اِنَّنِیْ بِکَ مُغْرَمٌ — وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّنِیْ اَھْوَاکَا
اور قسم ہے آپ کی بزرگی کی کہ میں آپ کا فریفتہ ہوں — اور خدا جانتا ہے کہ میں آپ کو چاہتا ہوں۔

أنتَ الذي لولاكَ ما خُلِقَ امرؤٌ
آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا
كلّا ولا خُلِقَ الورى لولاكا
بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق نہ پیدا ہوتی

أنتَ الذي مِن نورِكَ البدرُ اكتسى
آپ وہ ہیں کہ آپ ہی کے نور سے چاند نے لباس روشنی پہنا
والشمسُ مشرقةٌ بنورِ بهاكا
اور آفتاب بھی آپ ہی کے نور حسن سے منور ہے

أنتَ الذي لمّا رُفِعتَ إلى السما
آپ وہ ہیں کہ جب آسمان کی طرف سر اٹھائے گئے تو
بكَ قد سمتْ وتزيّنتْ لسُراكا
آپ ہی کی وجہ سے اسے علو مرتبت حاصل ہوا اور وہ مزین ہو گیا آپکی شب کو

أنتَ الذي ناداكَ ربُّكَ مرحبًا
آپ وہ ہیں کہ آپکو آپ کے رب نے مرحبا کہکر پکارا
ولقد دعاكَ لقربِهِ وحباكا
اور بلایا اپنے قرب کے لئے اور بخشا جو کچھ کہ بخشا۔

أنتَ الذي فينا سألتَ شفاعةً
آپ وہ ہیں کہ ہم لوگوں کے بارے میں آپنے شفاعت کا سوال کیا
لبّاكَ ربُّكَ لم تكنْ لسواكا
تو آپکے رب نے پکار کر کہدیا کہ یہ مرتبہ سوا تمہارے کسی کو نہوگا

أنتَ الذي لمّا توسّلَ آدمُ
آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپکا وسیلہ چاہا!
مِن زلّةٍ بكَ فازَ وهو أباكا
اپنی لغزش کے باب میں تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپکے جد بزرگ تھے

وبكَ الخليلُ دعا فعادتْ نارُهُ
اور آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی تو انکی آگ
بردًا وقد خمدتْ بنورِ سناكا
سرد ہو گئی اور فرو ہو گئی آپکی روشنی کے نور سے

ودعاكَ أيوبُ لضُرٍّ مسّهُ
اور پکارا آپکو حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس سختی میں جو انہیں پہونچی
فأُزيلَ عنهُ الضُرُّ حينَ دعاكا
پس دور کر دی گئی اُن سے وہ سختی جسوقت کہ انہوں نے آپکو پکارا

وبكَ المسيحُ أتى بشيرًا مُخبِرًا
اور حضرت عیسیٰ تشریف لائے آپکی بشارت دیتے ہوئے اور خبر دیتے ہوئے
بصفاتِ حُسنِكَ مادحًا بعُلاكا
آپکے محاسن صفات کی بڑائی کرتے ہوئے آپکے علو پایہ کی

وكذاكَ موسى لم يزلْ متوسّلًا
اور اسیطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ رہے دنیا میں آپکا وسیلہ پکڑنے والے
بكَ في القيامةِ يحتمي بحِماكا
اور قیامت میں اپنے کو محفوظ رکھیں گے آپکے بچاؤ میں

والأنبياءُ وكلُّ خلقٍ في الورى
اور تمام انبیا اور سارے مخلوق دنیا
والرُسلُ والأملاكُ تحتَ لواكا
اور کل پیغمبر اور فرشتے آپکے جھنڈے کے نیچے ہونگے

لكَ معجزاتٌ أعجزتْ كلَّ الورى
آپکے ایسے ایسے معجزات ہیں جنہوں نے تمام مخلوق کو عاجز کر دیا
وفضائلٌ جلّتْ فليسَ تُحاكا
اور ایسے ایسے فضائل جلیلہ ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے

نطقَ الذراعُ بسمِّهِ لكَ مُعلنًا
کہدیا بکری کے شانہ نے اپنے زہر کو آپسے باواز بلند
والضبُّ قد لبّاكَ حينَ أتاكا
اور گوہ نے لبیک کہی جس وقت کہ آئی آپ کے پاس

وَالذِّئْبُ جَاءَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدْ اَتَتْ بِكَ تَسْتَجِيْرُ وَتَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا

اور بھیڑیا بھی آیا آپکے پاس اور ہرنی بھی آپ پناہ کے خواستگار اور آپکو بچاتے ہوئے آپکے بچاؤ میں

وَكَذَا الْوُحُوْشُ اَتَتْ اِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ وَشَكَا الْبَعِيْرُ اِلَيْكَ حِيْنَ رَاٰكَا

اور اسی طرح وحشی جانور بھی آئے آپکی طرف اور سلام کیا انہوں نے اور شکایت لایا اونٹ آپکی طرف جس وقت کہ اسنے آپکو دیکھا

وَدَعَوْتَ اَشْجَارًا اَتَتْكَ مُطِيْعَةً وَسَعَتْ اِلَيْكَ مُجِيْبَةً لِنِدَاكَا

اور جب آپنے درختوں کو بلایا تو آئے سب فرمانبردار ہو کر اور دوڑے آپکی طرف آپکی آواز کا جواب دینے کے لئے

وَالْمَاءُ فَاضَ بِرَاحَتَيْكَ وَسَبَّحَتْ صُمُّ الْحَصٰى بِالْفَضْلِ فِيْ يُمْنَاكَا

اور پانی جاری ہوا آپکی ہتھیلیوں سے اور تسبیح کہی سخت کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں

وَعَلَيْكَ ظَلَّلَتِ الْغَمَامَةُ فِي الْوَرٰى وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلٰى كَرِيْمِ لِقَاكَا

اور آپ پر سایہ کیا ابر نے خلق میں اور تنہ کھجور کا مشتاق ہوا آپکے دیدار پر انوار کا

وَكَذَاكَ لَا اَثَرٌ لِمَشْيِكَ فِي الثَّرٰى وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهٖ قَدَمَاكَا

اور اسی طرح نہیں نشان ہوتا تھا آپکے چلنے کا زمین پر اور بعض اوقات پتھر میں اتر گئے دونوں قدم مبارک آپ کے

وَشَفَيْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ اَمْرَاضِهٖ وَمَلَاْتَ كُلَّ الْاَرْضِ مِنْ جَدْوَاكَا

اور شفا دی آپنے صاحب امراض کو انکی بیماریوں سے اور بھر دیا آپنے تمام زمین کو اپنی داد و دہش سے

وَرَدَدْتَ عَيْنَ قَتَادَةٍ بَعْدَ الْعَمٰى وَابْنُ الْحُصَيْنِ شَفَيْتَهٗ بِشِفَاكَا

اور پھیر دی آپنے حضرت قتادہ کی آنکھ بعد انکے نابینا ہو جانے کے اور ابن حصین کو آپنے اچھا کر دیا اپنی شفا سے

وَكَذَا خُبَيْبًا وَابْنَ عَفْرَا بَعْدَمَا جُرِحَا شَفَيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَا

اسی طرح خبیب اور ابن عفرا کو بعد ان کے زخمی ہونیکے آپنے اچھا کر دیا اپنے دونوں ہاتھوں سے مس فرما کر

وَعَلِيًّا الْمَرْمَدَ اِذْ دَاوَيْتَهٗ فِيْ خَيْبَرٍ فَشُفِيْ بِطِيْبِ لَمَاكَا

اور حضرت علی کہ جنکو آشوب چشم تھا آپنے ان کا علاج کیا خیبر میں پس شفا پائی انہوں نے آپکی گندم گوں لب کی خوشبو سے

وَسَاَلْتَ رَبَّكَ فِي ابْنِ جَابِرٍ الَّذِيْ قَدْ مَاتَ اَحْيَاهُ وَقَدْ اَرْضَاكَا

اور درخواست کی آپنے اپنے رب سے ابن جابر کے بارے میں بعد انکے مرنیکے زندہ کیا انکو انہیں اور آپ کو راضی کیا

شَاةٌ مَسَسْتَ لِاُمِّ مَعْبَدٍ الَّتِيْ نَشَفَتْ فَدَرَّتْ مِنْ شِفَاءِ رُقَاكَا

اور ام معبد کی بکری پر آپنے ہاتھ ملا بعد اس کے کہ اسکا دودھ خشک ہو گیا تھا پس وہ دودھاری ہو گئی آپکی دعا کی برکت سے

وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِنًا فَانْهَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِيْنَ دُعَاكَا

اور دعا کی آپنے اپنے رب سے قحط کے سال برملا پس برسنے لگا مینہ آپ کے دعا کرتے ہی

وَدَعَوْتَ كُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوْا إِلٰى ۔۔۔ دَعْوَاكَ طَوْعًا سَامِعِيْنَ نِدَاكَا

اور آپنے تمام خلق کو دعوت اسلام کی بس خوشی خوشی ۔۔۔ سب چلے آئے آپکے فرمانبردار بنکر آپ کی آواز سنکر

وَحَفَضْتَ دِيْنَ الْكُفْرِ يَا عَلَمَ الْهُدٰى ۔۔۔ وَرَفَعْتَ دِيْنَكَ فَاسْتَقَامَ هُدَاكَا

اور پست کیا آپنے دین کفر کو اے نشان ہدایت کے ۔۔۔ اور بلند کیا آپنے اپنے دین کو بس جم گئی ہدایت آپکی

أَعْدَاكَ عَادُوْا فِي الْقَلِيْبِ بِجَهْلِهِمْ ۔۔۔ صَرْعٰى وَقَدْ حُرِمُوا الرِّضٰى بِجَفَاكَا

دشمن آپکے رگہو کنوئیں میں اپنی نادانی سے بچھڑ کر ۔۔۔ اور محروم رہے رضائے الٰہی سے بسبب آپ پر زیادتیاں کرنے کے

فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ قَدْ أَتَتْكَ مَلَائِكٌ ۔۔۔ مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ أَعْدَاكَا

بدر کے دن آپ کے پاس فرشتے آئے ۔۔۔ آپکے رب کے یہاں سے اور آپکے دشمنوں سے لڑے

وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّةً ۔۔۔ وَالنَّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَافَاكَا

اور فتح و فیروزی آئی جس دن کہ آپنے مکہ فتح کیا ۔۔۔ اور نصرت الٰہی جنگ احزاب کے دن آپ کو پہونچی

هُوْدٌ وَيُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا ۔۔۔ وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَا

حضرت ہود اور حضرت یونس آپ ہی کے حسن سے صاحب جمال ہوئے ۔۔۔ اور حسن یوسف آپ ہی کے نور حسن سے ہے

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْأَنْبِيَا ۔۔۔ طُرًّا فَسُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرَاكَا

بے شبہ فائق ہوئے آپ اے طٰہٰ تمام انبیاء پر ۔۔۔ بس پاک ہے وہ ذات جس نے رات میں سیر کرائی آپکو عالم بالا کی

وَاللّٰهِ يَا يٰسٓ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ ۔۔۔ فِي الْعَالَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ أَنْبَاكَا

بخدا اے حضرت یٰسین آپ کا مثل ۔۔۔ تمام مخلوقات میں نہیں قسم ہے اسکی جس نے آپکو نبی بنایا

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعَرَاءُ يَا مُدَّثِّرُ ۔۔۔ عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَا

آپکی تعریف سے اے مدثر تمام شعرا عاجز ہوگئے ۔۔۔ اور تھک رہے آپکے صفات عالیہ کے بیان سے ۔

إِنْجِيْلُ عِيْسٰى قَدْ أَتٰى بِكَ مُخْبِرًا ۔۔۔ وَلَنَا الْكِتَابُ أَتٰى بِمَدْحِ حُلَاكَا

حضرت عیسےٰ کی انجیل اتری آپ کی خبر دیتی ہوئی ۔۔۔ اور ہمارا قرآن بھی آپکے حلیوں کی مدح میں آیا

مَاذَا يَقُوْلُ الْمَادِحُوْنَ وَمَا عَسٰى ۔۔۔ أَنْ يَجْمَعَ الْكُتَّابُ مِنْ مَعْنَاكَا

کیا کہہ سکتے ہیں آپکی مدح کرنیوالے اور نہیں ممکن ۔۔۔ کہ جمع کرسکیں لکھنے والے کچھ اوصاف آپ کے

وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهُمْ ۔۔۔ وَالشُّعْبُ أَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا

بخدا اگر تمام دریا ان کی روشنائی ہوجائیں ۔۔۔ اور تمام روئے زمین کے درخت اسکے لئے قلم بنا دیئے جائیں

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَزْرَهُ ۔۔۔ أَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ إِدْرَاكَا

جب بھی نہ قادر ہونگے جن و انس اسکو اکٹھا کرسکیں تو قلیل ہی کا ۔۔۔ ہرگز بلکہ اس کا ادراک بھی نہیں کرسکتے

بك لي قُليبٌ مغرمٌ يا سيدي — وحُشاشةٌ محشوةٌ بهواكا

میرا دل ہے اے میرے سردار جو آپکا شیفتہ ہے — اور بقیہ جان بھری ہوئی ہے آپ کی محبت سے

فإذا سكتُّ ففيك صمتي كلُّه — وإذا نطقتُ فمادحًا علياكا

پس جب میں خاموش رہتا ہوں تو آپ ہی کے تصور میں — اور جب بولتا ہوں تو آپ ہی کے صفات عالیہ کی مدح کرتا ہوں

وإذا سمعتُ فعنك قولًا طيبًا — وإذا نظرتُ فما أرى إلاكا

اور جب سنتا ہوں تو آپ ہی کے پاکیزہ اقوال جو آپسے مروی ہیں — اور جب دیکھتا ہوں تو آپ ہی کو دیکھتا ہوں

يا مالكي كن شافعي في فاقتي — إني فقيرٌ في الورى لغناكا

اے میرے مالک آپ میرے شفیع ہو جیے میری فقر کی حالت میں — میں خلق میں سب سے زیادہ آپکی غنا کا محتاج ہوں

يا أكرم الثقلين يا كنز الورى — جُد لي بجودك وارضني برضاكا

اے بزرگ ترین ثقلین اور اے خزانہ مخلوقات — بخشیے مجھے اپنی بخشش سے اور راضی کیجیے اپنی رضامندی سے

أنا طامعٌ بالجود منك ولم يكن — لأبي حنيفة في الأنام سواكا

میں حریص ہوں آپ کی بخشش کا — اور نہیں ہے ابوحنیفہ کا کوئی یاور بجز آپ کے

فعساك تشفع فيه عند حسابه — فلقد غدا متمسكًا بعراكا

پس قریب ہے کہ آپ شفاعت کریں گے اس بارہ میں اسکے حساب کتاب کے وقت — اسواسطے کہ وہ آپکا دامن مبارک پکڑنیوالا ہے

فلأنت أكرم شافعٍ ومشفعٍ — ومن التجى بحماك نال رضاكا

بے شبہ آپ بزرگترین شافع و مقبول الشفاعت ہیں — جو آپکی پناہ میں آیا اسنے آپکی خوشنودی پائی

فاجعل قِراك شفاعةً لي في غدٍ — فعسى أُرى في الحشر تحت لواكا

پس کیجیے اپنی مہمانی میرے لیے شفاعت کرنا کل کے دن — اسلیے کہ قریب ہے کہ میں حشر میں اپنے تئیں آپکے جھنڈے کے نیچے دیکھونگا

صلى عليك الله يا علم الهدى — ما حنّ مشتاقٌ إلى مثواكا

رحمت بھیجے اللہ تعالی شانہ آپ پر اے نشان ہدایت کے — جب تک کہ آرزومند ہے مشتاق آپکے ٹھکانے کا

وعلى صحابتك الكرام جميعهم — والتابعين وكل من والاكا

اور آپ کے تمام صحابہ کرام پر — اور تابعین پر اور اسپر جو آپکو دوست رکھے

ماہ ربیع الاول

جلوہ فرماست عجب ماہ ربیع الاول — مظہر مہر عرب ماہ ربیع الاول
ساختہ ہر در و دیوار منور عثمان — رشک مراۃ حلب ماہ ربیع الاول

کلامِ رضا

مقتدائے اہل سنت اعلیٰحضرت علامہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام

اے شافعِ تر دامناں وے چارۂ دردِ نہاں
جانِ دل و روحِ رواں یعنی شہِ عرش آستاں

اے مسندت عرشِ بریں وے خادمت روح الامیں
مہر فلک ماہ زمیں شاہِ جہاں زیبِ جناں

اے مرہمِ زخمِ جگر یاقوت لب والا گہر
غیرت دہِ شمس و قمر رشکِ گل و جانِ جہاں

اے جانِ من جانانِ من ہم درد ہم درمانِ من
دینِ من و ایمانِ من امن و امانِ مستان

اے مقتدا شمعِ ہدیٰ نورِ خدا ظلمت ردا
مہرت فدا ماہت گدا نورت جدا از این و آں

عینِ کرم زینِ حرم ماہِ قدم انجم خدم
والا حشم عالی ہمم زیرِ قدم صد لامکاں

آئینہ ہا حیرانِ تو شمس و قمر جویانِ تو
سیارہا قربانِ تو شمعت فدا پروانہ ساں

گل مست شد از بوئے تو دل فدائے روئے تو
سنبل نثارِ موئے تو طوطی بہ یادت نغمہ خواں

بادِ صبا جویانِ تو باغِ خدا از آنِ تو
بالا بلا گردانِ تو شاخِ چمن سرو چماں

در ہجرِ تو سوزاں دلم پارہ جگر از رنج و غم
صد داغ سینہ از الم وز چشم دریا ہا رواں

بہر خدا مرہم بنہ از کارِ من بکشا گرہ
فریاد رس دادے بدہ دستے بما افتادگان

مولےٰ ز پا افتادہ ام دارم شہا چشمِ کرم
مہر عرب ماہِ عجم رحمے بحالِ بندگان

شکر بدہ گو یک سخن تلخ است بر من جانِ من
بارے نقاب از رخ فگن بہر رضائے خستہ جاں

مرسلہ عنایت محمد خان غوری رضوی غفرلہ

مدنی تاجدار

―――(مبلغ اسلام حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب فاضل مرادآبادی کے قلم معجز رقم سے)―――

ہستی کا پہلا نقش۔ دائرہ کائنات کا مرکز، مجموعۂ مخلوقات کا حرفِ اولین، گلزارِ خلائق کا سب سے نفیس پھول، آسمان وجود کا نیر اعظم وہ تابان و درخشاں نورِ عالم افروز ہے جسکے ظہور نے اپنے پرتوِ جمال کے فیضان سے کائنات کو مالامال کر دیا۔ یہ کاتب قدرت کے قلم ایجاد کا سب سے پہلا نگار ہے اسی لئے اپنے حسن و جمال زیبائی و یکتائی خوبی دلربائی سے ہمہ تن سراپا زبان ہو کر اُس کی صنعت و حکمت علم و قدرت بدیع نگاری، نادرہ طرازی، اوصافِ کمال، عزت و جلال کی برملا شہادت دی (علیہ ازہر صلوات و اطیب تسلیمات) اس کی شان والا سے اُس کی شان عالی ظاہر ہوئی۔ اس کی ہستی مقدس سے اس کی ہستی پاک پہچانی گئی۔ آیت۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم الآیہ۔ آیت۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق۔ الآیہ۔ قرآن پاک ان آیات طیبہ میں یہ تعلیم فرماتا ہے کہ اللہ عز و علا تبارک و تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ سید ابرار صلے اللہ علیہ و علیٰ آلہ و بارک و سلم کے محاسن و اوصاف کی معرفت ہے۔ عالم کی تمام ہستیاں اسی پاک ہستی کا صدقہ، جہاں کے سارے وجود اسی پاک وجود کا طفیل ہیں۔ بے شک ثانی اوّل پر موقوف اور اپنی ہستی میں اُسی کے دم کے ساتھ مربوط ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اوّل اپنے وصف اولیت میں لاثانی ہے۔ اُسکا ثانی نہیں۔ اس ہستی مقدس کا کوئی نظیر ہے نہ مثیل نہ ہمتا نہ عدیل۔ لاثانی نے لاثانی بنایا ہے، بے نظیر نے بے مثال پیدا کیا ہے۔ اُس روح مصور جان مجسم پر بے شمار درود جس کے وجود نے وجود بے کیف کا پتہ دیا اور جس کے حسن ملیح نے محبوب حقیقی کے حسن کا خطبہ پڑھا۔ وہ حسن بے پردہ جو بے شمار حجاب رکھتا تھا اور باوصف غایت ظہور و اشراق کمال خفا و استتار میں تھا۔ ہر کہیں جلوہ افروز تھا اور کہیں نظر نہ آتا تھا ؎

اے نورِ نظر حجاب تا کے   بے پردگی تو پردۂ تو

بیحد و پایاں نشان رکھتا تھا اور بے نشان تھا۔ اُسکا جلوۂ دلربا مدنی محبوب کے رخسار انور

میں نظر آیا۔ آئینہ کی جلا نے یار کے رُخ سے برقع اٹھایا۔ جو آنکھ میں نہ آسکتا تھا وہ دل میں سمایا، جس کا پتہ نہ تھا وہ رہنما ہوا عشاق کی راہِ طلب میں حیرانی و پریشانی دور ہوئی، مراد طالب سے ہم آغوش ہے اور مطلب آرزو مند کی تلاش میں۔ بے نشانی نشان بنی۔ اور پردہ دید کا ذریعہ ہوا چشم حرماں نصیب اور دیدۂ حیراں کو دید جمال میسر آئی۔ نظر بازی کے لطف اٹھانے اور جان و دل فدا کرنے کا موقع ملا ۔

چھپ کے پردے میں آنکھ کے وہ حسیں	دل کے حجلے میں ہوگیا ہے مکیں
لاکھ پردے ہیں اور پردہ نہیں	جلوہ گر گشت یار پردہ نشیں

غمزہ زن گشت حسن در بازار

حسنِ ازل عربی شاہد کی طلعت میں نمودار ہوا نورِ قدیم نے برزخی حجاب میں ظہور فرمایا۔ حق ہے کہ یہ ذاتِ برحق آئینہ حق نما ہے۔ اسی کو تعین اول کہتے ہیں۔ یہی مخلوقات کا مبدء اور نور الٰہی کا پہلا پرتو ہے۔ یہی نائب حق اور خلیفہ مطلق ہے۔ یہی آفرینش عالم کا مقصود ع

مقصود ذات تست دگر جملگی طفیل

حدیث قدسی۔ خلقت الخلق لاعرفهم کرامتك ومنزلتك علیّ لولاك لما خلقت الدنیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے مخلوقات کو اس لیے پیدا کیا تاکہ اے حبیب آپکی کرامت و منزلت کی ان کو معرفت کراؤں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہرگز دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔"

تمام دنیا اُسی پاک ہستی کی عزت و منزلت ظاہر کرنے کے لیئے وجود مرحمت ہوا۔ سطوتِ الٰہیہ اور وجود حق اُسی کے وجودِ مبارک سے پہچانا گیا۔ جمال کبریائی کی معرفت اُسی کی بدولت ہوئی۔ کاتب ازل نے سب سے پہلا جو دلکش نقش رقم فرمایا۔ سب سے اول جس ذاتِ اقدس کو ہستی عنایت کی وہ عربی تاجدار کا نور پاک تھا۔ یا جابر ان اللہ خلق نور نبیك قبل الاشیاء اس نور پاک کو نبوت و رسالت کا جلیل منصب مرحمت کیا اُس کی خلافت عظمےٰ و نبوتِ کبریٰ کا سکہ جاری ہوا۔ فرمانروائی و حکمرانی کے اعلان کیے گئے۔ نیابتِ حق کے اورنگ و سریر پہ متمکن فرما کر عزت و جلالت کا تاج زیب سر اقدس فرمایا۔ تخت نشینی و تاج پوشی کی دھوم مچی اور ابھی تک آدم (علیہ السلام) کی روح جسم سے متعلق بھی نہیں ہوئی۔ ابو البشر کا پتلا بھی نہیں بنا کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد۔ کنت نبیا و ادم لمنجدل فی طینتہ

بابائے شفیق ہر دو عالم	فرزند خلف ترین آدم

از عیسیٰ مریمی مؤخر — بر عالم و آدمی مقدم

اے نام تو بر زمیں محمد

خوانند بر آسمانت احمد

نیا مولود۔ کائنات میں کسی ہستی کا ظہور، کسی نئے نقش کی نمود، کسی وجود کا نہانخانہ عدم سے قدم نکالنا بڑی پرلطف بات ہے جس کے لئے خوشیاں منائی جاتی ہیں، انتظار کھینچے جاتے ہیں آنکھیں شوق کے ساتھ دید کے لئے وا ہوتی ہیں، دلوں کو سرور کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازینکہ یہ ہستی کسی رتبہ اور منزلت کی ہو حتٰے کہ انسانی مصنوعات جو اپنے ہی جیسے افراد کی عقل و تدبیر کا نتیجہ ہیں اُن پر کس قدر خوشیاں کی جاتی ہیں۔ ریل جب ایجاد ہوئی اُس پر کس حیرت و استعجاب سے نگاہیں پڑیں اور اُس کی تعریف سے ہر زبان نے استلذاذ کیا۔ ہوائی جہازوں کی خبریں کس شوق کے ساتھ سُنی جاتی ہیں۔ اُن کے تذکرے کس لطف کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ ہر نئی چیز سے طبیعت کو ایک بشاشت اور سرور حاصل ہوتا ہے مشہور ہے کہ کل جدید لذیذ۔ جب ادنٰے درجہ کی موجودات اور اپنے وہم و خیال کی بنیادوں پر تعمیر کی ہوئی عمارت تک کا عالمِ ہستی میں نمودار ہونا ایک وقعت رکھتا ہے اور فرح و انبساط کا موجب ہوتا ہے۔ دنیا اُسی سے ایک نئی زینت حاصل کرتی ہے تو کسی اعلیٰ مخلوق کا پیکرِ وجود میں ظاہر ہونا اور صانع عالم کی قدرت کے کرشمے اور بدیع نگاری کے مرقع کا رونما ہونا کتنی شان و شوکت، کیسی عظمت و جلالت، کس قدر فرح و طرب کے لوازم اپنے ساتھ رکھتا ہوگا اور دنیا میں اُس کے ظہور سے کیسی تجلی اور روشنی، کیسی دھوم دھام ہوگی۔

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر غریب اور ادنٰے شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو روزِ استقرار حمل سے وضع کی ساعت تک ماں باپ، عزیز اقارب اور اُن کے دوست احباب کیسا پُرلطف انتظار کرتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں، امید دل کے مزے لیتے رہتے ہیں۔ پیدائش کے وقت جب یہ نیا مولود دنیا میں قدم رکھتا ہے تو سب پھول کی طرح کھل جاتے ہیں، ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں، دوست احباب کو مژدہ پہنچاتے ہیں۔ وہ سُنکر باغ باغ ہو جاتے ہیں، خط لکھے جاتے ہیں، تار دیئے جاتے ہیں، شیرینیاں تقسیم ہوتی ہیں، عیش و نشاط کی محفلیں ترتیب دی جاتی ہیں، دعوتیں کیجاتی ہیں، داد و دہش کا بازار گرم ہوتا ہے، خوشی کے سارے لوازم پورے کئے جاتے ہیں۔ پھر اِس خوشی کے دن کی یاد تازہ کرنے کے لئے سال بسال سالگرہ

کی جاتی ہے اور اُس میں دل کے حوصلے دکھائے جاتے ہیں۔ یہ تو معمولی معاشرت رکھنے والوں کا تذکرہ تھا۔ دنیا میں اقبال واقتدار رکھنے والے تاج ودیہم کے مالک، تخت وسریر کے والی نئے مہمان کا کس کروفر سے استقبال کرتے ہیں اور تولدِ فرزند کی خوشی میں کیا کیا اولوالعزمیاں دکھاتے ہیں، یہ بھی ادنےٰ وجود ہیں۔ وہ اعلےٰ ترین کائنات جن کی پاک ہستیوں سے خدائے پاک کی ہستی پہچانی جائے، عالم میں انقلاب کردیں، دنیا کو سبعی و بہیمی خواص کے پنجے سے چھڑا کر ملکی صفات کے ساتھ متصف بنادیں نفسانی کدورتوں کی بجائے ربانی انوار سے قلوب کو معمور فرمادیں انسانی نفوس کو شائستگی عنایت فرمائیں۔ دنیا کو دستگیر بنکر قعرِ ضلالت سے نکالیں عدل وانصاف کے قوانین جاری کریں ظلم و جہالت کی افواج کو شکست دیں، دور افتادوں کو منازلِ قرب تک پہنچائیں۔ بچھڑے ہوؤں کو رب سے ملائیں اُن کی ولادت مبارکہ عالم کے لئے رحمت، جہاں کے لئے نعمت، آفتاب کی طرح بلکہ اُس سے کہیں زیادہ اُن کا فیض برسرکرم ہے اور کائنات کے تمام خوش نصیب اُس سے بہرہ اندوز اور فیضیاب ایسی پاک ہستیوں کا ظہور اور اُس کی یادگاریں کس فرح وطرب، کس خرمی وشادمانی، کس شان وشوکت، کس دھوم دھام کی مستحق ہیں آیت واذ قال موسیٰ لقومہ یاقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذجعل فیکم انبیاء الآیہ۔

جب ادنےٰ ہستیوں کے ظہور کی خوشی کی جاتی ہے اور اُن کی یادگاریں قائم ہوتی ہیں تو اعلیٰ ترین کائنات اور مقصودِ آفرینش جو ذلت ہو اُس کے رونق افروز ہونے کی کس قدر خوشی ہونا چاہئے۔ اور اُس کی یادگار میں کس شان وشوکت کے ساتھ قائم کرنا لازمی ہے۔

کارسازِ قدرت نے اِس وجودِ اقدس کو نرالے انداز کے ساتھ عجب شان وشوکت سے ظاہر فرمایا۔ دنیا میں تبدیلیاں ہوئیں فصلی اور موسمی تغیرات نے ایک عظیم انقلاب پیدا کرنے والی ہستی کے ورود کی خبر دی قحط سالی رفع ہوئی۔ تمام جہاں مرفہ الحال ہوگیا۔ اس کو اس مولود مسعود کی دعوت عام اور ضیافتِ سرور کہیے خواہ صدقہ اور خیرات سمجھیے حاصل یہ کہ عالمگیر مصیبت کے بجائے رحمتِ عامہ کا نزول ہوا۔ خشک اور چٹیل میدان سرسبز وشاداب ہوئے، سوکھے درخت پھل لائے، دُبلے جانور فربہ ہوگئے، بھوکے قحط زدہ سیر معلوم ہونے لگے، عالم کا نقشہ بدل گیا، دنیا کی کایا پلٹ گئی، نظام قدرت کے عظیم الشان تبدل نے ایک سرِ الٰہی کے ظہور کا پتہ دیا، بُت خانوں میں ہل چل مچی، بُت سرنگوں ہوئے،

جھوٹی خدائی کی جھوٹی شوکت خاک میں ملی، باطل معبودوں کی رسوائی وخواری نے اُن کے بطلان کی شہادت دی، آتش خانوں کی صد ہا سالہ آگ سرد ہوئی، عزت وجبروت والے بادشاہوں کے قصر و ایوان زلزلہ میں آئے۔ فلک رفعت قلعوں کے کوہ سامان دیواریں شق ہوئیں۔ کنگرے سربسجود ہوئے، شیاطین کے تخت اُلٹ گئے، بانی انوار خطۂ خاک کی طرف متوجہ ہوئے۔ عالم ملائکہ میں دھومیں مچیں، روحانیات کے ورود سے صحن زمین پر ہو گیا۔ آرزومنداں جمال کی چشم تمنا وا ہوئی، نرگس منتظر کا فرش بچھا، رحمتِ الٰہی کا شامیانہ تنا، گلشن تمنا میں ماہِ مراد چلی، بام کعبہ پر علم سبز نصب ہوا۔ کونین کے تاجدار کی آمد آمد کا غلغلہ مچا، جہان نور سے معمور ہوا۔ فرح وطرب نے عالم پر قبضہ کیا، شب غم نے بستر اُٹھایا، صبح امید نے چہرہ دکھایا، ۲۰ر اپریل ۵۷۱ء یا ۱۲ر ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت صبح صادق نے طلوع فرمایا۔ مکہ مکرمہ کے مقام پر عبدالمطلب کے گھر میں عبداللہ کے فرزند خلیل اللہ کے نورنظر کونین کے سرور دارین کے تاجور نے آمنہ کے پہلو سے ظہور فرمایا۔ تشنگان جمال کو شراب دیدار سے سیراب فرمایا۔ آفتاب حق وہدایت طالع ہوا۔ نور الٰہی نے جلوہ فرمایا۔ تمام موجودات نے مرحبا کہا ؎

ولد الحبیب ومثلہ لا یولد — ولد الحبیب وخدہ یتورد
ولد الحبیب مطیبا ومکحلا — فالنور من وجناتہ یتوقد

یا قوم علی النبی صلوا
توبوا وتضرعوا وذلوا

نعت رسولؐ

(از جناب مولوی محمد یعقوب علی صاحب منہاس بی۔ اے۔ ایچ پی گوجرانوالہ)

یہ مدینہ ہے وہی مسکن دلدار جو ہے — بقعۂ نور جو ہے مطلع انوار جو ہے
دیکھ لے نور حقیقت کا دلِ مومن میں — آج موسیٰ کی طرح طالب دیدار جو ہے
راہ جنت کا تیری بزم سے پایا ہم نے — خلد کو محفل جاناں سے سروکار جو ہے
پھر حسینانِ جہاں سے ہو مجھے کیا مطلب؟ — دل مرا عشقِ محمدؐ میں گرفتار جو ہے
جاوداں عمر ملی عشق نبیؐ میں مٹ کر — وہی زندہ ہے سدا خاکِ رہِ یار جو ہے
قافلے والے مدینے کو چلے جاتے ہیں — زخم دل کے لئے مرہم انہیں درکار جو ہے

رات دن یادِ محمدؐ میں رہا کرتا ہے
وہی یعقوب تپ ہجر سے بیمار جو ہے

کلام الملوک ملوک الکلام

حضور خسروِ معظم تاجدار دکن کا نعتیہ کلام

قطعات

ورفعنا بہ عروج تو سند شاہا ہست — قاب قوسین بہ شانت صفت ادنیٰ ہست
جیغۂ تاج تو طغرائے فتحنا دارد — حرز بازوئے نٓ والقلم و طٰہٰ ہست

تجھ سا سرور ہے کہاں تاج فتحنا والے — اے شہنشاہ عرب یثرب و بطحا والے
ہم تو ہیں کعبۂ ابرو کے ترے سجدہ گزار — اے شہ ختم رسل گنبد خضرا والے

تاج بے فرق نبیؐ کا فتدلّیٰ کیا ہے — قاب قوسین سے ظاہر ہے کہ رتبہ کیا ہے
منکر قولِ شفاعت سے یہ پوچھے کوئی — معنیِ آیت یعطیک فترضیٰ کیا ہے

مصلحت تھی یہی حضرتؐ کے یہاں آنے میں — تیرگی تا نہ رہے دہر کے کاشانے میں
جب ہوا مہرِ عرب جلوہ نما اے عثماںؔ — سرنگوں بت ہوئے سجدے ہوئے بتخانے میں

ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از عالیجناب فضیلت مآب مولانا محمد حبیب الرحمان خان صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی و میر مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن

وردِ زبان جناب محمد کا نام ہے　　قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

اللہ اللہ کیا شرافت ہو اُس محفل ہمایوں کی جس میں جناب محبوب کبریا سرورِ اصفیا سید المرسلین خاتم النبیین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کا ذکرِ خیر ہو اور سبحان اللہ کیا سعادت ہو اُن اہل ایمان کی جو اس مجلس مبارک میں حُسن عقیدت اور خلوص نیت سے حاضر ہوں۔ یہ وہ بزم با صفا ہے جس میں انوار عالم اقدس سے نازل ہوتے ہیں اور یہ وہ بیان روح افزا ہے جس کے سننے کو فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ میں بارہویں ربیع الاول کو اُس مجلسِ پاک میں حاضر ہوا جو مکہ معظمہ میں خاص مکانِ ولادت شریف میں منعقد تھی اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تولد مذکور تھا۔ دفعتًا کچھ انوار وہاں بلند ہوئے۔ میں نے جو بنظرِ تامل دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے اُن ملائکہ کے جو ایسی متبرک محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور وہ انوار تھے رحمت آلہی کے۔ پس اے مسلمانو! تم کو چاہئے کہ اس انجمن عالی میں بصد ادب بیٹھو اور خوب ذوق وشوق سے احوال خیر اشتمال سنو اور حاضرین پر یہ بھی واجب ہے کہ درود شریف کی کثرت رکھیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت پر درود پڑھنے کا امر فرمایا ہے اور حضرت سرورِ کائنات نے فرمایا ہے کہ جو میرے ذکر کو سُن کر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری یعنی سب مخلوق سے پہلے خدا نے میرے نور کو پیدا کیا۔ **روایت** ہے کہ وہ نور عالم وجود میں آکر ستر ہزار برس تسبیح میں مصروف رہا اور پھر اُس سے ملائکہ عرش وکرسی لوح وقلم آسمان زمین جن وانس غرض جملہ عالم کا ظہور ہوا۔ ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی اُس نور سے نورانی فرمائی گئی۔ اُسی نور کی تعظیم منظور تھی جو رب العرش نے فرشتوں کو حضرت آدم کو سجدے کا حکم دیا اور یہی وہ گرانبہا امانت تھی جس کے تحمل سے پہاڑ اور زمین وآسمان عاجز ہوگئے اور انسان کے حوصلۂ بلند نے بسر وچشم کہکر اُٹھالیا۔

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید ۔۔۔ قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

یہ نورِ رحمت ظہور پشت ہائے پاک سے ارحام طیبہ میں نقل کرتا رہا یہاں تک کہ عرب کی عزت افزائی منظور ہوئی اور یہ ودیعت بدیع حضرت اسمٰعیلؑ سے بنی اسمٰعیل کو اور بنی اسمٰعیل میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں عبدالمطلب کو نصیب ہوئی۔ آنحضرت کے والد ماجد عبداللہ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ چاہ زمزم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے کھُد گیا تھا ایک مدت تو وہ کنواں بدستور رہا لیکن پھر اَٹ گیا اور اُس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ عبدالمطلب نے اُس کنوئیں کی جگہ خواب میں دیکھی اور ارادہ کیا کہ اُس کو پھر کھدوائیں قریش سدِ راہ ہوئے اور لڑائی کی نوبت پہنچی بمصداق چاہ کن را چاہ درپیش۔ قریش اُس معرکہ میں مغلوب ہوئے اور عبدالمطلب غالب۔ عبدالمطلب کے اس وقت ایک ہی بیٹا تھا انہوں نے نذر کی کہ اگر پروردگار مجھ کو دس بیٹے عطا فرمائے اور چاہ زمزم بھی بن جائے تو میں اپنا ایک بیٹا قربانی کردوں۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے عبدالمطلب کا مطلب پورا کر دیا دس بیٹے بھی ہوئے اور چاہ زمزم بھی درست ہو گیا۔ اب اُنہوں نے ارادہ کیا کہ نذر پوری کریں قرعہ جو ڈالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب اُن کو ذبح کرنے لے چلے۔ چونکہ اُن کے چہرہ میں نورِ احمدی کی درخشانی تھی اِس لئے سب کو اُن کا ذبح ہونا ناپسند تھا۔ آخر سَو اونٹ اُن کے سر پر سے قربان کر کے قربانی کر دی۔ عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو وہب ابن عبدالمناف کی بیٹی تھیں جس سال نورِ محمدی صلبِ پدر سے منتقل ہو کر بطنِ مادر میں آیا قریش صدمہ قحط سے سینہ ریش تھے آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے مینہ خوب برسا اور ساری سرزمین عرب سرسبز اور شاداب ہو گئی حتٰی کہ اِس برس کا نام قریش نے سنۃ الفتح والابتہاج رکھا یعنی فتح اور خوشی کا سال۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کی بشارت ہوئی اور بشارت دینے والے نے آپ کے واسطے نام محمدؐ بتایا۔ بارھویں ربیع الاول کو پیر کے دِن صبح صادق کے وقت حضرت سرورِ کائنات فخر موجودات نے اِس عالم خاک کو اپنے وجودِ باجود سے رشک افلاک بنایا؀

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت ۔۔۔ بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاکِ بطحیٰ نے کی وہ ودیعت ۔۔۔ چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ۔۔۔ دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحا

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا | مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا | وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ | یتیموں کا والی غلاموں کا مولا
خطاکار سے درگذر کرنے والا | بد اندیش کے دل میں گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا | قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

خالقِ اکبر جل جلالہ نے اس لیئے کہ غافل ہوشیار و خبردار ہوجائیں آنحضرت کے تولد کے وقت بہت سے امورِ عجیبہ ظاہر فرمائے۔ امام عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو ستارے جھک کر زمین سے ایسے قریب ہوگئے تھے کہ گمان ہوتا تھا کہ گر پڑیں گے۔ اس میں یہ ایما تھا کہ حضرت سرور کائنات کل انوار کے مرکز ہیں اور ہر شے اپنے مرکز کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔ ملک فارس کے آتشکدوں کی آگ جو ہزار برس سے دھک رہی تھی بجھ گئی اس میں یہ رمز تھی کہ دینِ حق کے جلوہ سے آتش پرستی کی گرم بازاری نہ رہے گی۔ دریائے ساوا سوکھ گیا اس میں یہ اشارہ تھا کہ اب آب پرستی اور پرستش دریا پر پانی پھر جائے گا۔ تمام روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر پڑے اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی رسالت سے بت پرستی کا منہ کالا ہوگا۔ نوشیرواں بادشاہ ایران کے محل میں زلزلہ پیدا ہوا اور اُس کے چودہ کنگورے ٹوٹ گئے ؎

اُٹھا جب شور عالم میں نبیؐ کی آمد آمد کا | لرز کر گر پڑے چودہ کنگورے قصرِ کسریٰ کے

چنانچہ آج تک وہ محل جس کا نام طاقِ کسریٰ ہے بغداد کے قریب شہر مداین کے ویرانہ میں پھٹا کھڑا ہے سیاح وہاں جا کر اب تک اس معجزے کو دیکھتے ہیں اس میں یہ راز تھا کہ آپ کی برکت سے شجاعانِ عرب کے قدم تختِ جم پر جم گئے اور شاہانِ عجم کی حکومت کی بنیاد ہل گئی۔ چودہ کنگورے گرنے میں یہ سر تھا کہ اس کے بعد چودہ بادشاہ اس خاندان نوشیروانی میں اور فرمانروائی کریں گے پھر قصر ابیض کا خزانہ غازیان عرب کا مال ہوگا۔ آپ کے والد تولد شریف سے پہلے وفات پاگئے تھے چھ برس کی عمر تھی کہ آپ کی والدۂ ماجدہ نے رحلت کی اور جدِ امجد عبدالمطلب پرورشِ ظاہری کے متکفل ہوئے۔ جب سن اقدس آٹھ پر پہنچا وہ بھی دنیا سے اُٹھ گئے پھر آپ کے عم بزرگوار ابو طالب نے سرپرستی اپنے ذمہ لی۔ بارہ برس کی عمر میں ابو طالبؓ کے ساتھ آپ ملک شام کو تشریف لے گئے رستہ میں ایک نصرانی عابد نے

جس کا نام بحیرا تھا اُن علامتوں سے جو اُس نے اپنی کتابوں میں دیکھی تھیں آپ کو پہچانا اور دست مبارک اپنی ہاتھ میں لے کر کہنے لگا کہ یہ بے شک رسولِ رب العالمین ہیں۔ آپ کے ہمراہیوں نے پوچھا تم نے کیسے جانا تو اُس نے جواب دیا کہ جس وقت تم یہاں آئے میں نے دیکھا کہ شجر و حجر نے آپ کو سجدہ کیا۔ ۲۵ برس کی عمر میں آنحضرت نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کی اکتالیسویں سال حضرت جبریل وحی لے کر آپ کی خدمت میں آئے اور سورۂ اقرأ نازل ہوئی جب سن شریف پچاس کا ہوا معراج واقع ہوئی۔ نزول وحی کے بعد تیرہ برس مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے اور دس برس مدینہ منورہ آپ کے جمال باکمال سے منور و مشرف رہا۔ ۲۷ غزووں میں بہ نفس نفیس شریک ہوئے اور نو لڑائیوں میں تلوار چلائی۔ تین حج ادا فرمائے دو حج کے فرض ہونے سے پہلے اور ایک اُس کے بعد۔ یہ اخیر حج حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ خالق اکبر عزّ نوالہ نے آپ کو جمال ظاہری بھی کامل عطا فرمایا تھا ؎

وہ نبیوں میں ہوئے ایسے کہ ختم الانبیا ٹھہرے حسینوں میں ہوئے ایسے کہ محبوبِ خدا ٹھہرے

حلیہ اشرف یہ ہے:۔ قدِ اقدس میانہ۔ رنگ ہمایوں سُرخ و سفید بانمکینی و ملاحت سر بزرگ بڑا موئے شریف سیاہ و نرم اور کسی قدر گھونگر والے کبھی گردن تک اور کبھی کان کی لَو تک۔ بالوں میں مانگ نکلی رہتی اور تیسرے روز تیل پڑتا۔ گوش حق نیوش متوسط۔ پیشانی نورانی کشادہ و تاباں ابروئے مبارک باریک و خمیدہ اور کسی قدر ایک دوسرے سے جدا دونوں ابرؤں کے بیچ میں رگ ہاشمی تھی جو غصہ کے وقت اُبھر آتی تھی چشم خدا بیں بڑی پُتلیاں خوب سیاہ اور سپیدی میں سُرخی کے ڈورے۔ مژگان شریف بڑی۔ رخسار معلیٰ نرم اور پُر گوشت لیکن نہ چھولے ہوئے بینی پاک بلند اور روشن۔ دہنِ مقدس بڑا مگر نہ ایسا فراخ جو بدنما ہو دندان مبارک تاباں اور کچھ کچھ جدا۔ وقت تکلم یہ معلوم ہوتا تھا کہ دانتوں میں سے نور نکلتا ہے اور ہنگام تبسم بجلی کی سی جلا محسوس ہوتی۔ چہرہ نہ لانبا نہ بالکل گول۔ ریش حسن خوب بھری ہوئی اور اُس کے گھنے بال سینہ کو پُر کرتے۔ گردنِ نور معدن صاف و شفاف گویا سانچے میں ڈھلی۔ دوش اقدس پُر گوشت باہم پیوستہ نہ تھے اُن کے بیچ میں مہر نبوت۔ دستِ حق پرست لانبے انگلیاں لنبی اور خوشنما۔ تمام بدن کے جوڑ خوب قوی اور مضبوط۔ کفِ دست کشادہ اور نہایت نرم۔ بغلیں سپید خوشبو جن میں بالوں کا نام نہیں۔ سینہ صفا گنجینہ چوڑا۔ پنڈلیاں گول ہموار اور صاف اور فی الجملہ باریک۔ کف پا (خاکش آبروئے سرم) پُر گوشت اور بیچ میں خالی۔ پاؤں کی انگلیاں

مضبوط انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی انگوٹھے سے بڑی جن خوش قسمت بزرگوں نے وہ جمال جہاں آرا دیکھا اُن سب کی رائے اس پر متفق ہے کہ ایسی پاکیزہ شکل نہ آپ سے پہلے دیکھی نہ آپ کے بعد۔ مزاج عالی میں نفاست بہت تھی ہمیشہ صاف ستھرے رہنے کو پسند فرماتے اور میلے کچیلے آدمی سے ناخوش ہوتے۔ جسم اطہر سے بوئے جان پرور آتی جس راہ سے آپ تشریف لیجاتے خوشبو سے مہک جاتی اور جو وہاں سے گذرتا اُس کو معلوم ہو جاتا کہ حضور اس طرف سے تشریف لیگئے ہیں۔ آپ کا سایہ نہ تھا۔ سایہ تو اجسام کثیف کا ہوتا ہے۔ آپ تو سراپا نور تھے پھر سایہ کس کا ہوتا؟

ع یہ تھی رمز جو اُس کا سایا نہ تھا کہ رنگ دوئی واں سمایا نہ تھا

آنحضرت ﷺ کو جو دفعتہً دیکھتا جلال نبوت سے اُس پر ہیبت طاری ہو جاتی مگر جب حضور میں رہتا اور لطف و مدارات دیکھتا اُس کا قلب آپ کی محبت سے مالامال ہو جاتا معجزات آپکی ذات بابرکات سے بہت صادر ہوئے چند یہاں تحریر ہوتے ہیں۔ جب آپنے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہمرکاب تھے رستہ میں سراقہ ابن مالک رضؓ کافروں کے بھیجے ہوئے سوار نے آلیا۔ حضرت ابوبکر نے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ کافر آن پہنچے۔ آپ نے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اے ابوبکر کچھ رنج نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے بددعا فرمائی فوراً اُس سوار کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ وہ فریاد کرنے لگا کہ مجھکو اس بلا سے نجات دیجئے جو کافر راہ میں ملیگا اُس کو لوٹا لیجاؤں گا آپ نے دعا کی اُس کا گھوڑا نکل آیا اور اُس رستہ میں جو کافر اس کو ملا یہ کہکر لوٹا تا گیا کہ میں دیکھ آیا ہوں اِدھر کوئی نہیں گیا؛

دوسرا معجزہ۔ غزوہ حدیبیہ میں پانی نبٹ گیا اور پیاس کی شدت ہوئی آنحضرت کے پاس ایک لوٹے میں پانی تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا اہل لشکر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ سوائے اس لوٹے کے پانی کے فوج میں پانی بالکل نہیں نہ پینے کو اور نہ وضو کرنے کو۔ آپ نے دست مبارک اُس لوٹے میں رکھدیا اور آپ کی اُنگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح اُبلنے لگا سب نے خوب پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضؓ سے جو اس حدیث کے راوی ہیں لوگوں نے پوچھا کہ اس روز سب کتنے آدمی وہاں تھے انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی سیراب ہو جاتے ہم سب پندرہ سو آدمی تھے؛

تیسرا معجزہ حضرت جابر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت کے ہمراہ ایک مرتبہ چلا اک کھلے میدان میں منزل ہوئی آپ قضائے حاجت کے واسطے تشریف لے گئے اتفاقاً وہاں کچھ آڑ نہ تھی میدان کے کنارے پر دُور دُور البتہ دو درخت تھے آپ اُن کے پاس تشریف لیگئے اور ایک درخت کی شاخ

پکڑ کر فرمایا اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی خدا کے حکم سے میرے ساتھ چلا آ۔ وہ درخت اس طرح آپ کے ساتھ ہولیا جیسے کوئی اونٹ کی نکیل پکڑے لاتا ہے پھر آپ نے دوسرے درخت کی طرف قدم رنجہ فرمایا اور اُس کو بھی وہی ارشاد کیا وہ بھی ہمراہ ہولیا جب بیچ میدان میں آئے آپ نے حکم دیا کہ خدا کے حکم سے دونوں ملجاؤ دونوں مل گئے۔ اُن کی آڑ میں بیٹھکر آپنے فراغت حاصل کی پھر وہ دونوں الگ الگ ہوگئے ؎

چوتھا معجزہ حضرت سلمہ بن اکوع کے پاؤں میں زخم کا نشان تھا کسی نے پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ خیبر کی لڑائی میں میرے زخم لگا تھا اُسے دیکھکر ساتھ والوں نے کہا کہ اب سلمہ رضہ نہ بچیں گے میں حضور نبوی میں حاضر ہوا اور آپ نے تین بار لعاب دہن اُس میں ڈالدیا اور سب شکایت جاتی رہی ؎

پانچواں معجزہ حضرت ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں کہ میری والدہ مشرک تھیں اور میں ہمیشہ اسلام لانے کیواسطے اُن سے کہا کرتا تھا ایک دن میں نے ان کو دعوت اسلام کی اُنہوں نے آنحضرت کی شان میں کچھ کلمات مکروہ استعمال کئے۔ میں روتا ہوا در اقدس پر حاضر ہوا اور گذارش کی کہ یارسول اللہ میری ماں کے لیئے دعائے ہدایت فرمایئے آپنے فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یعنی اے اللہ ابوہریرہ رضہ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں آپکی دعا سے خوش ہو کر چلا آیا گھر کے دروازہ پر جو پہنچا تو دروازہ بند۔ میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سُنکر کہا کہ ابوہریرہؓ وہیں کھڑے رہو۔ میں کھڑا ہوگیا اور پانی کے گرنے کی آواز سُنی والدہ نہا کر اور کپڑے پہنکر کواڑ کھولنے آئیں اور ایسے جلد کہ دوپٹہ بھی نہ اوڑھا دروازہ کھولا اور مجھکو مخاطب کر کے کہنے لگیں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ میں دیکھکر آپ کو خوشخبری سُنانے دوڑا اور جوش خوشی سے میرے آنسو جاری تھے۔ آپنے سُنکر شکر ادا کیا اور کلمات خیر فرمائے ؎

چھٹا معجزہ ایک شخص آپ کا منشی تھا شامت اعمال سے مُرتد ہوگیا اور مشرکوں میں جاملا آپنے سُنکر فرمایا زمین اُس کو نہ لیگی۔ حضرت ابوطلحہ رضہ کہتے ہیں کہ اتفاقاً میرا گذر اس سرزمین پر ہوا جہاں وہ مرا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اُس کی لاش باہر پڑی ہے میں نے پوچھا لوگوں نے کہا کہ ہم نے بہت دفعہ دفن کیا زمین اُس کو قبول ہی نہیں کرتی ؎

ساتواں معجزہ۔ حضرت جابر رضہ سے روایت ہے کہ آپ خطبہ فرماتے کے وقت ایک چوبی ستون سے تکیہ لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر تیار ہوا اور آپنے اُس پر ایستادہ ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا

تو وہ لکڑی کا ستون اس طرح چیخنے لگا کہ گمان ہوتا تھا شق ہو جائے گا آپ منبر سے اترے اور اُس کو پکڑ کر چپٹا لیا تب وہ چُپ ہوا اور ایسی سِسکیاں بھرنے لگا جیسے کسی بچے کو رونے سے چُپ کرتے ہیں اور وہ سِسکتا ہے۔ حضرت جابرؓ نے کہا ہے کہ وہ اُس بیان کے شوق میں رویا جو آپ سے سُنا کرتا تھا۔

آٹھواں معجزہ۔ حضرت ابو بکرؓ سے روایت آئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگ ایک وسیع زمین پر آباد ہوں گے جس کا نام بصرہ ہے اُس دریا کے کنارے پر جس کا نام دجلہ ہے دریا پر پُل ہوگا وہاں آبادی بکثرت ہوگی اور وہ شہر منجملہ اُن شہروں کے ہوگا جو مسلمان آباد کرینگے آخر زمانے میں قنطورہ (نام قوم ترک) کی اولاد جن کے مُنہ چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی حملہ کرے گی اور لب دریا اُترے گی اہل شہر کے تین حصے ہو جائیں گے۔ ایک حصہ جان بچانے کو بھاگے گا اور جنگل میں ہلاک ہوگا۔ دوسرا فرقہ امان لے گا وہ بھی قتل ہوگا۔ تیسرے فریق کے آدمی اپنے اہل وعیال کی حفاظت کیلئے لڑینگے وہ شہید ہیں۔ سبحان اللہ یہ پیشین گوئی ہمارے ختم المرسلین کی کیسی سچی ہوئی۔ دجلہ کے کنارے پر خلفائے عباسیہ نے متصل بصرہ شہر بغداد آباد کیا اُس کی رونق اور آبادی عروج کمال پر پہنچی۔ آپ کی وفات کے چھ سو چالیس ۶۴۰ برس بعد تاتاری ترکوں نے ہلاکو خاں کی ماتحتی میں بغداد پر حملہ کیا۔ بڑے بڑے علماء اور خلیفہ مستعصم باللہ امان لیکر باہر نکلے تاتاریوں نے سب کو ذبح کر ڈالا۔ ہزاروں مسلمان لڑ کر شہید ہوئے بہت سے بیچارے جان بچا کر بھاگے خدا جانے غربت اور پریشانی میں کس مصیبت میں بیچارے مرے۔ حضرت کی ذات بابرکات جامع جمیع صفات وکمالات تھی۔ خالق عالم جل جلالہٗ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ انک لعلیٰ خلق عظیم اے محمدؐ تمہارا خلق بہت بڑا ہے۔ آپ کے حلم اور عفو کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ احد میں مشرکین سے لڑائی ہوئی تو آپ کا نیچے کا ایک دانت پتھر کے صدمہ سے شہید ہو گیا۔ سر گنجینۂ اسرار میں ایک زخم لگا اور چہرۂ مبارک پر خون بہنے لگا۔ اصحابؓ نے جو یہ رنگ دیکھا اُن کو بہت شاق ہوا اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ان کافروں کے حق میں دعا بد فرمائیے آپ نے جواب دیا کہ میں بد دعا کرنے کے واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں خدا نے مجھکو اپنے مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے پھر اُن کافروں کے حق میں یہ دعا زبان حق ترجمان پر جاری ہوئی اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ یعنی اے خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ اللہ اللہ یہ بلندی حوصلہ کفار کی وہ شقاوت اور آپ کی یہ شفقت اُنہوں نے زحمت

پہنچائی آپ نے دعائے خیر سے اُن کو یاد کیا اور پھر اس لطف سے کہ قومی کہکر ا ا بارگاہ الٰہی میں اُن کی طرف سے عذر خواہی بھی کردی کہ وہ یہ جہالت اس لیئے کرتے ہیں کہ میرا مرتبہ نہیں سمجھتے ہیں۔ ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جود و سخاوت کا یہ حال کہ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کبھی سوال کے جواب میں لا نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ نوّے ہزار درہم آپ کو پاس آئے اُن کو آپ نے بانٹنا شروع کیا جو سامنے آیا اُسی کو عطا فرماتے گئے۔ یہانتک کہ سب اُسی وقت بانٹ دیئے۔ ؎

بر روئے زدہ کفِ خجالت   با جود کفِ تو بحرِ موّاج

شجاعت اور بہادری کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت علیؓ شیر خدا فرماتے ہیں کہ جب لڑائی کا معرکہ گرم ہوتا تھا تو آنحضرتؐ سب سے آگے ہوتے تھے۔ ایک شب مدینہ والوں کو کچھ خوف پیدا ہوا اور آدمی باہر دوڑے کہ دیکھیں کیا ہے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے مقام خطرناک پر اس شان سے پہنچ گئے تھے کہ ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور تلوار شانہ سے آویزاں تھی۔ ان لوگوں کو آپ یہ فرماکر تسلی دینے لگے۔ لم تراعوا مت گھبراؤ ؎

در صفِ ہیجا بوقت صولتِ اعدا   کوہ خجل ماند از ثباتِ محمدؐ

حیا کا یہ نقشہ کہ اگر کوئی شخص بُرا کام کرتا اور آپ اُس کو سنتے تو نصیحت فرمانے کیوقت اس آدمی کا نام نہ لیتے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو ایسے بُرے کام کرتے ہیں۔ خلق خدا پر عنایت وشفقت کا یہ حال تھا کہ آپ کی رافت و مہربانی اپنے بندوں کے حال پر ملاحظہ فرماکر خود خدا تعالیٰ نے اپنے دو نام نامی آپ کو بطور خطاب عطا فرمائے یعنی وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اُس رحمت پر روح فدا ہو جس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کافروں پر بھی اگلی اُمتوں کے گنہگاروں کی طرح عذاب نازل نہیں فرمایا اور منافق بدسرشت آفتِ قہر سے بچے رہے۔ آپ کے پاس بیٹھنے والے سب یہی خیال کرتے کہ سب سے زیادہ نظر عنایت مجھی پر ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کی عمر سے اٹھارہ سال کی عمر تک آپ کی خدمت کرتا رہا کبھی آپ نے ہوں نہیں کہا۔ اگر میں نے کوئی کام کہا تو یہ نہ فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کیا تو نہ پوچھا کہ کیوں یہ کام نہیں کیا۔ اگر نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز گوش مبارک میں جاتی تو غایت لطف سے آپ نماز جلد ختم فرما دیتے تاکہ

اُس بچے کے مربی اُس کی تسکین وتشفی کر سکیں۔ بلی پیاسی آتی تو آپ پانی کا برتن اُس کی طرف جھکا دیتے اور جب تک وہ خوب نہ پی لیتی آپ برتن جھکائے رکھتے۔ عہد کی استواری اور وفاداری اس قدر تھی کہ ایک یہودی کا قرض آپ کے ذمہ تھا ایک دن اُس نے تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے اُس نے کہا کہ اے محمدؐ میں تم کو یہاں سے بے لئے نہ جانے دونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا میں تمہارے پاس بیٹھا جاتا ہوں یہ کہکر آپ وہاں بیٹھ گئے اور پانچوں وقت کی نماز وہیں آپ نے پڑھی۔ صحابی اُس یہودی کو ڈراتے اور دھمکاتے تھے۔ آخر آپ سے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ایک یہودی آپ کو روکے بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو عہد شکنی سے منع فرمایا ہے۔ جب دن چڑھا تو وہ یہودی کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ گستاخی میں نے اسواسطے کی کہ دیکھوں توراۃ میں جو صفت نبی آخرالزمان کی ہے آپ میں پائی جاتی ہے یا نہیں اب مجھکو معلوم ہو گیا کہ بیشک آپ سچے نبی ہیں۔ وہ یہودی بڑا مالدار تھا اپنا سب مال لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ اس کو راہ خدا میں صرف کر دیجئے۔ آپ کو حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا تھا۔ جب کبھی وہ آتیں تو آپ اپنی چادر بچھا دیتے کہ وہ اُس پر بیٹھ جائیں۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی بیوی تھیں اگرچہ اُن کا انتقال ہو گیا لیکن جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو آپ فرما دیتے یہ فلاں عورت کے گھر دے آؤ خدیجہؓ سے اور اُس سے محبت تھی۔ جب حضرت خدیجہ کی کوئی ملنے والی دولت خانہ پر آنکلتی تو آپ بڑی نوازش و نرمی سے اُس کا حال پوچھتے؛

تمکین و وقار ایسا کہ آپ کبھی قہقہہ نہ مارتے صرف تبسم فرماتے اکثر سکوت میں رہتے اور بے ضرورت کلام نہ فرماتے مجلس ہمایوں میں بآواز بلند کوئی بات نہ کرتا حاضرین اس طرح ساکت بیٹھتے جیسے اُن کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں؛

آپکے زہد کی یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ اخیر زمانے میں آپ حجاز و دیگر ممالک عرب اور عراق وشام کے سرحدی ملکوں کے بادشاہ تھے لیکن حضرت عائشہؓ سے روایت ہو کہ آپ نے کبھی دو دن برابر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رحلت کر گئے اکثر ایسا ہوتا کہ ایک ایک مہینے گھر میں چولھے میں آگ نہ جلتی اور مع اہل و عیال کے صرف سوکھی کھجوروں پر قناعت فرماتے آپ اپنا جوتا اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے پھٹے پرانے کپڑے سی لیتے غرض اپنا اکثر کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے اور فرماتے تھے کہ اپنا کام اپنے آپ

کرنا چاہئے۔ کسی دوسرے کی مدد کا محتاج اتنا بھی نہ رہے کہ مسواک کے ٹکڑے کی برابر اُس سے مدد مانگے۔ ایک دفعہ سفر میں آپ نے بکری ذبح ہونے کا حکم دیا ایک نے کہا ذبح میں کروں گا دوسرا بولا کھال میں اُتاروں گا تیسرے نے کہا میں پکا دونگا۔ آپ نے فرمایا لکڑیاں میں لاؤں گا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کی طرف سے ہم لے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو سب یاروں سے ممتاز بنالوں خدا اس بات کو پسند نہیں فرماتا یہ کہکر آپ لکڑیاں لینے تشریف لے گئے۔ حضرت ابو طلحہ رضؓ کہتے ہیں کہ ابتدائے عہد میں ہم نے فقر وفاقہ کی شکایت کی اور اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ ایک ایک پتھر ہم سب کے پیٹ سے باندھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے جو اپنا شکم مبارک دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ روحی فداک یارسول اللہ

تواضع اور انکسار آپ کے مزاج میں ایسا تھا کہ مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اہلِ محفل کے زانو سے اپنا زانوں آگے نہ بڑھاتے۔ اگر صحابہؓ آپ کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوتے تو آپ اُن کو منع فرماد یتے کوئی مسکین بیمار ہوتا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اگر کوئی غلام بھی دعوت کرتا تو آپ قبول فرمالیتے۔ آپ کی شان جلال دیکھ کر اکثر آدمی خائف ہو جاتے تو آپ اُن کی یوں تسکین فرماتے کہ میں کوئی بادشاہ تھارا نہیں ہوں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں تم مطمئن رہو۔

امانت آپ میں ایسی تھی کہ خدا تعالےٰ قرآن پاک میں آپ کی امانت کی مدح فرماتا ہے مطاع ثم امین۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ کفار مکہ ہر چند آپ کے سخت دشمن تھے مگر جب کوئی اُن سے آپ کی نسبت سوال کرتا تو یہی کہتے کہ چاہے کچھ ہو آپ امین اور سچے تو ضرور ہیں۔ جب آپکا فرمان ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ کے پاس پہنچا تو اُس نے اہل دربار کو حکم دیا کہ دیکھو آجکل ہمارے شہر میں عرب بھی ہیں یا نہیں اگر ہوں تو میرے سامنے لاؤ تا کہ اُن سے آپ کے حالات دریافت کروں۔ اتفاقاً قریش کا ایک کارواں وہاں گیا ہوا تھا۔ ابو سفیانؓ قافلہ سالار تھے۔ بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ نبی کبھی جھوٹ بھی بولتے ہیں تو ابو سفیانؓ نے باوجود کافر ہونے کے کہا کہ نہیں آپ نے آجتک کبھی خیانت نہیں کی اور نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں ؎

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ ست　　　آرے کلام حق بزبانِ محمدؐ ست

اپنے رب کا خوف اس قدر تھا کہ شب کو نماز میں یہاں تک قیام فرماتے کہ پائے مبارک درم کر جاتے۔ آپ کی یہ جفاکشی دیکھ کر صحابیوںؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ

خدا نے عفو فرما دیئے پھر کیوں اس قدر تکلیف اور زحمت آپ اٹھاتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً یعنی جب خدا نے مجھ پر اتنے احسان کئے ہیں تو کیا میں شکر بھی نہ ادا کروں؟

روایت ہے کہ آپ ایک ایک دن میں سو سو دفعہ استغفار فرماتے نماز میں خشوع قلب کا یہ عالم تھا کہ فرطِ جوش سے سینۂ انوار خزینہ سے ایسی آواز نکلتی جیسے دیگچی جوش کھا رہی ہو۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ایک حاجی مدینے کے رستے میں

(سر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لاء لاہور)

قافلہ لوٹا گیا صحرا میں اور منزل ہے دور
اس بیاباں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دور

ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو ہو کے بیدل سوئے بیت اللہ پھرے

اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی

خنجرِ رہزن اسے گویا ہلالِ عید تھا
ہائے یثرب دل میں، لب پر کلمۂ توحید تھا

بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا!
عاشقوں کو روزِ محشر منہ نہ دکھلاؤں گا کیا؟

گو سلامت "محملِ شامی" کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرت مدفون یثرب میں یہی مخفی ہے راز

گو سلامت کہتا ہے کہ یثرب کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ مسلم ہے تو بیباکانہ چل

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے
اور تاثر آدمی کا کس قدر بیباک ہے

خمخانۂ راز

جناب گرامی شاعر خاص حضور نظام

پیغمبر ما کہ انبیا راست امام
جبریل آورد ست از خداوند پیام

بودش بر حکم فطرت انجام آغاز
در دائرۂ نبوت آغاز انجام

اے ساقی ما بادہ بدہ عصمت خیز
کامد با دارو گیر باطل بستیز

در ساغرم اے ساقی خمخانۂ راز
آں بادہ زرمز اسمہٗ احمد ریز

مرحبا سید مکی مدنی العربی

حالتِ زار جو دیکھی بہت انسانوں کی
ہر طرف موت تھی امید دل کی ارمانوں کی
دادرسی رحمتِ موفور نے حرمانوں کی
یا نبیؐ آپ نے تادیب کی دیوانوں کی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

جب ترا نام لیا عرش سے رحمت آئی
قلب پر ترے وہ توفیقِ ہدایت آئی
دہر میں جب تری تلقین فصاحت آئی
سرورا! راست تجھے کسوتِ عزت آئی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

یا نبیؐ آپ کی بعثت ہے فلاحِ اُمت
آپ کے فیضِ قدم سے ہے جہاں کو زینت
آپ نے خلق کو خالق کی بتائی وحدت
آپ کی شان رسالت ہے عجب باشوکت
مرحب سید کی مدنی العربی

حشر میں جب عرقِ شرم سے طوفاں ہونگے
داغ سینے کے چراغِ تہِ داماں ہوں گے
سینہ کوباں کئی ہونگے کئی گریاں ہونگے
اے عزیزا! آپ وہاں مالکِ احساں ہونگے
مرحبا سید مکی مدنی العربی

زشتِ اعمال سے جاں لب پہ تھی نادانوں کی
سانس کمزور سی باقی تھی گراں جانوں کی
ڈاک باندھی گئی اک وحی کے فرمانوں کی
شرح کی مذہب و تہذیب کے عنوانوں کی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

منہ کو کھولے ہوئے امیدِ شفاعت آئی
جس سے اعرابیوں کو دانش و حکمت آئی
غل ہوا رحمت و رافت کی بشارت آئی
نوع کو تری ہی نسبت سے کرامت آئی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ کی مُہرِ نبوت ہے دلیلِ ثروت
آپ سے عالمِ ناسوت کو ہے سو عزت
کینہ توزوں کو دیا آپ نے درسِ اُلفت
آپ کا حُسن ہے منظورِ نگاہِ قدرت
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

معصیت کا بیر اسیمہ و حیراں ہونگے
گوشۂ دل میں تڑپتے ہوئے ارماں ہونگے
اَلغرض اپنے ہی افعال سے نالاں ہوں گے
ہر مسلماں کے گنہ قابلِ غفراں ہوں گے
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مدیر

اُسوۂ حسنہ

(از جناب مولنا مولوی حافظ امام الدین صاحب رام نگری)

محمدؐ اسوۂ حسنہ ہیں بے شک حسن سیرت کا
خدا مداح ہو قرآں میں اُنکے خُلق و عادت کا

جب خداوند قدوس خود حضور انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور عادات حسنہ کی نسبت انک لعلیٰ خلق عظیم. فرما چکا ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ حضور انور کی ذات مجمع الصفات انسانی تعریف و توصیف سے قطعاً مستغنی ہے لیکن بفحوائے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا- ایسے آدمیوں کو جو خدا کے سچے بندے اور حقیقی مومن ہیں حضور کے اسوۂ حسنہ سے آگاہی اور اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کی سخت ضرورت ہو. اس لیے حضور پر نور کے حالات مقدسہ کے بعض جزئیات زیب قرطاس کیے جاتے ہیں۔

بچپن

یوم ولادت باسعادت سے تاوقت وفات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اپنے اندر تقلید و پیروی کا بے حساب سرمایہ مضمر رکھتا ہو۔ بچپن ہی کو لیجئے قبل ولادت باپ کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا. ایسی حالت میں کچھ دور نہ تھا اگر حضور سے وہ ناپسندیدہ امور ظہور میں آتے جو عمومًا ماں باپ کے دامن تربیت سے محروم بچوں سے وقوع پذیر ہوتے ہیں. لیکن نہیں. حضور نے ایام صغر سنی کو اس طرح بسر کیا جو نیک بچوں اور صالح اطفال کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

شباب

ایسے آزاد بچے کے شباب کو جس نے کبھی باپ کی غضب آلود نگاہ اور تہدید آمیز چتون بھی نہ دیکھی ہو غور تو کیجئے کہ کس قدر مطلق العنان ہونا چاہیئے تھا. لیکن حضور کا شباب سبحان اللہ کسی نامحرم کی طرف نظر بھی تو نہ کی۔

امانتداری

امانت داری میں تو حضور سرتاپا اس آیۂ کریمہ کے عامل تھے۔ ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا- یہی وجہ تھی کہ حضور کی قوم نے حضور کو الامین کا لقب دے رکھا تھا چنانچہ جس طرف حضور گزر جاتے لوگ جاء الامین جاء الامین کے نعرے بلند کرتے. امانتداری کی شان حضور کے حیات مقدسہ کے کسی ایک خاص حصے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ از اول تا آخر بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

امین" کا لقب تو حضور نے بچپن ہی میں حاصل کر لیا تھا۔ اب بعد کے واقعات ملاحظہ فرمایئے۔

اعلان وحدانیت اور اشتہار رسالت نے حضور کے خلاف تمام عرب کو برافروختہ کر دیا ہے۔ حضور کی ذات مقدس ہر چہار جانب سے دنیاوی خطرات میں محصور ہے!

سرداران قوم خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ حضور انور کے قتل کے لئے اشتہار دیدیا گیا ہے غرض حضور کی پاک زندگی جانی خدشات سے لبریز ہو رہی ہے۔ بایمائے ربانی مکہ سے ہجرت کی طیاری ہو کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ایسے نازک ترین وقت میں جب کہ ہزاروں ترددات' لاکھوں تفکرات حضور کے گرد و پیش ہونگے حضور کو ادائے امانت کی فکر دامنگیر ہوگی؟ ہاں اس وقت بھی حضور لوگوں کی امانت کی طرف سے بیفکر نہ تھے جس شب میں حضور نے مکہ کو خیرباد کہا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خاص طور پر تاکید کر دی کہ لوگوں کی امانتوں کو احتیاط کے ساتھ ادا کر دینا حضور کا ارشاد ہے۔ لا ایمان لمن لا امانت له ولا دین لمن لا عهد له

مستقل مزاجی

اس وقت کی حالت کا ایک مثالی نقشہ پیش نظر رکھ لیجئے جس وقت کہ نہ صرف حضور کی قوم ہی بلکہ حضور کا خاندان بھی حضور کا دشمن جاں بنا ہوا تھا اور غور کیجئے کہ اس دور شدید میں منصب رسالت کے فرائض کا انجام دینا کیسا کچھ دشوار امر تھا مگر کون کہہ سکتا ہے کہ حضور نے اپنے کار منصبی کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی کی؟ کون کہہ سکتا ہو کہ اہم سے اہم حضرات کو دیکھکر بھی حضور کے ابرو پر بل آیا؟ اہل ملک متحد ہو کر دھمکی دے رہے ہیں۔ ارباب قوم متفق ہو کر دباؤ ڈال رہے ہیں' حضور کے ایک اور صرف ایک پشت پناہ ابو طالب عام عداوت و مخالفت سے مرعوب ہو کر حضور سے کہہ رہے ہیں" بیٹا اب تم خاموش رہو بت پرستی کا رد نہ کیا کرو۔ ورنہ میں بھی تمہاری کچھ مدد نہ کر سکوں گا۔ بھتیجے! تو اپنے آپ کو اور مجکو بچالے۔ اور مجھپر وہ بوجھ نہ ڈال کہ جس کی متحمل میری ضعیف ہڈیاں نہیں" کیا یکہ و تنہا حامی ابو طالب کی حوصلہ شکن باتیں حضور کے زبردست ارادہ میں کسی قسم کا ضعف پیدا کر سکیں؟ حاشا و کلا مطلق نہیں! حضور نے اپنے قادر و توانا خدا پر بھروسہ کر کے ابو طالب کو صاف جواب دیدیا۔ اے چچا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر رکھیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر تب بھی میں اپنے کام سے نہ ہٹوں گا اور خدائے پاک کے حکم میں سے ایک حرف بھی کم و بیش نہ کروں گا خواہ اس کوشش میں میری جان بھی جاتی رہے"

کیا یہ محض زبانی باتیں تھیں جنکو کبھی عمل جامہ نصیب نہیں ہوا نہیں ہرگز نہیں! یہ وہ الفاظ

اور حقانی الفاظ تھے جو عملی صورت میں جلوہ گر ہوئے اور پوری آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہوئے۔
کون نہیں جانتا کہ جب تک شرق سے غرب اور جنوب سے شمال تک حقانیت کا ڈنکا نہیں بج گیا حضور خاموش نہیں ہوئے در آنحالیکہ اس عظیم الشان کام کی انجام دہی میں وہ وہ مشکلات حضور نے برداشت کیں جو خارج از طاقت بشری ہے۔

رحم وکرم

سراپا رحم و رأفت تھے مجسم خیر و برکت تھی ‌ ‌ بلا شک تھا وجود پاک منبع خیر و برکت کا

حضور کے رحم وکرم کا کیا کہنا۔ ایک بحر ناپید اکنار تھا جو ہر وقت جوش مارتا رہتا تھا۔
کسی انسان کی طبیعت کا صحیح اندازہ ہر وقت ممکن نہیں۔ وہ خاص خاص وقتوں اور خاص حالتوں ہی میں پرکھا جا سکتا ہے۔ کسی کے رحم وکرم کا اصلی حال اسی وقت دریافت کیا جا سکتا ہے جب اسکا دشمن اس کے قابو میں ہو اور وہ دشمن جس نے دشمنی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا ہو۔
غور کرو حضور کا دشمن ان لوگوں سے بڑھکر اور کون ہو گا جن کی انتہائی عداوت و شقاوت کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ ان ہی لوگوں نے حضور کو ترک وطن پر مجبور کیا تھا۔ کیا حضور نے آسانی سے اپنے آبائی مسکن کو ترک کر دیا؟ کیا حضور کو اپنے موروثی وطن کی محبت نہ تھی؟ ضرور تھی، سوچو اس وقت کو جب حضور مکہ کو خیر باد کہکر راہی مدینہ ہوئے تو بار بار مڑ مڑ کر کعبۃ اللہ کو دیکھتے جاتے تھے۔ اور رو رو کر کہتے تھے کہ اے خانۂ خدا ہم تجھکو اپنے آپ نہیں چھوڑتے ہیں۔ بلکہ دشمنوں نے ہم کو ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔
اب دیکھو کہ یہی لوگ مجرمانہ حضور کی خدمت میں لائے جاتے ہیں تو اُن کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہے۔

حضور انور اسی شہر مکہ میں جہاں سے کبھی پوشیدہ طور پر صرف ایک رفیق جاں نثارؓ کو لیکر ہجرت فرما گئے تھے فاتحانہ شان و شوکت اور شاہانہ رعب و دبدبہ کے ساتھ داخل ہوتے ہیں اور تمام وہ لوگ جنہوں نے حضور انور کی ذات مقدس اور حضور کے اعزا و احبا پر ایسے ایسے مظالم توڑے تھے جن کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں دست بستہ دربار رسالت میں حاضر کیے جاتے ہیں۔ لیکن حضور ان سے کیا برتاؤ کرتے ہیں؟ دریافت فرماتے ہیں کہ:۔ یا معشر قریش ماترون انی فعل فیکم۔ وہ شرم و ندامت سے عرق عرق ہو جاتے ہیں یا یوں سمجھو کہ خوف و ہراس سے لرز کر امان جان کے طالب ہوتے ہیں۔ اس پر حضور کا دریائے رحمت جوش پر آجاتا ہے اور آپ دیدہ

فرماتے ہیں "تم میرے بھائی ہو اور میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا"

جاؤ میں نے تم سب کو چھوڑ دیا، تم سب معاف، تم پر آج کوئی گناہ نہیں" یہ کہکر حضور نے اپنے تمام لشکر میں منادی کرا دی "تم میں سے کسی کو بھی حلال نہیں ہو کہ آج مکہ میں قتل کے لئے ہتیار اُٹھائے"

عفو و درگذر

سرداران مکہ کے ساتھ حضور کا وہ سلوک جس کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہو علاوہ رحم و کرم کے عفوو درگزر کا بھی شاندار نمونہ ہے تاہم ایسے دوسرے واقعات بھی کم نہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:-

مکہ والوں کی طرف سے مایوس ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل طائف کی ہدایت کو تشریف لیگئے طائف والے حضور کے ساتھ نہائت بدسلوکی سے پیش آئے اور غلاموں اور لڑکوں اور بدمعاشوں کو ابھار دیا کہ حضور کو تکالیف پہنچائیں اور حضور کا مضحکہ اُڑائیں، ان نابکاروں نے ایک دفعہ حضور پر کیچڑ اور پتھر کی اس قدر بارش کی کہ حضور کو ایک احاطہ میں پناہ لینی پڑی، ان شریروں نے حضور پر اس شدت سے پتھر برسائے کہ جسم مبارک لہو لہان ہو گیا۔ اور نعلین مبارک خون کے سبب پائے اقدس میں چمٹ گئیں انہیں بانیان ظلم کے ہاتھوں ایک دفعہ حضور کو اس قدر چوٹ آئی جس کے صدمہ سے حضور بے ہوش ہو گئے:

مقام غور ہے کہ جب انہیں ظالموں کی نسبت ملک الجبال نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اجازت ہو تو ان کے اوپر پہاڑ دے پٹکوں اور یہ اسی کے اندر پسکر رہجائیں، مگر واہ رے شان عفوو درگزر کہ حضور نے قطعاً انکار کر دیا اور فرمایا میں یہ نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آئندہ نسلوں میں ایسے لوگ پیدا کریگا جو ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں گے" اسی طرح جنگ احد میں شقیوں نے حضور کے دندان مبارک کو شہید کر دیا جس سے دلدادگان نبوی کو کمال صدمہ ہوا، حضور سے عرض کیا کہ حضور ان ظالموں کے حق میں دعائے بد فرمائیں تو حضور ان ظالموں کے حق میں دعائے بد فرمائیں تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ میں بد دعا کرنے لئے دنیا پر مبعوث نہیں ہوا ہوں، بلکہ رحمت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں میرا کام حق کی طرف بلانا ہے نہ کہ بد دعا کرنا بعد ازاں دست حق پرست کو بلند کر کے یہ دعا فرمائی کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون"

لوح جبیں پہ سنگ لگا بد دعا نہ کی بیگانوں کے گلے سے زباں آشنا نہ کی

مندرجہ بالا واقعات کی نسبت ایک مخالف کہہ سکتا ہے کہ بادی النظر میں تو حضرت مظلوم و مجبور تھے۔ اور دشمن غالب اور ایسی حالت میں کہ دشمن کو غلبہ حاصل ہے انسان عفو و درگزر نہ کریگا تو کیا کریگا۔ لہٰذا اس کی لب بندی کے لئے واقعہ ذیل درج کیا جاتا ہے۔

قبیلہ غطفان کے حملے کے زمانہ میں ایک روز بارش ہوئی اور حضور کے کپڑے پانی سے سٹ پٹ ہو گئے۔ حضور نے کپڑے ایک درخت پر لٹکا دیے اور خود بھی اسی درخت کے سایہ میں لیٹ رہے دعثور نے جو قبیلہ غطفان کا سردار اور حضور کا جانی دشمن تھا دیکھا کہ حضور کی تلوار درخت پر لٹک رہی ہے اور حضور مطمئن لیٹے ہوئے ہیں چپکا آیا اور درخت سے تلوار اٹھا کر حضور کے سر پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا من یمنعک من الیوم حضور نے جواب دیا "اللہ" اس پر رعب جواب نے اس پر ایسا اثر ڈالا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حضور نے تلوار اٹھا کر فرمایا۔ اب بتا تجھے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا کوئی نہیں۔ بس حضور کو رحم آیا اور اس کو قطعاً معاف کر دیا۔ حضور کے اس عفو و درگزر کو دیکھ کر اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

عدل و انصاف

باوجود اس درجہ رحم و کرم اور عفو و درگزر کے جس کا ذکر اوپر کیا گیا جب عدل و انصاف کا موقع آتا تو حضور کسی کی رو رعایت نہ فرماتے۔ اور حق یہ ہے کہ حضور جیسے رحیم و کریم انسان کے لئے یہی زیبا تھا کیونکہ ظالموں اور جابروں کو اُن کے اعمال بد کا بدلہ دینا بھی تو مظلوموں اور مجبوروں پر رحم کرنا ہے۔ بہر حال حضور کی معدلت گستری اور انصاف پسندی کی چند مثالیں یہ ہیں:۔

مکہ معظمہ کا واقعہ ہے کہ فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کی۔ معاملہ سرکار رسالت تک پہنچا۔ اگرچہ لوگ حضور کی انصاف پسندی سے ناواقف نہیں تھے تاہم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے (جو حضور کو بہت پیارے تھے) سفارش کرائی حضور نے ان کی سفارش قبول نہ کی اور فرمایا اسامہ! کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو اگر فاطمہ بنت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ایسا کرتی تو میں حد جاری کرتا۔

کیا آپ حضور کے ارشاد پر شک کرنے کی جرأت کریں گے؟ اور کہیں گے کہ یگانوں کے ساتھ بلا رو رعایت انصاف کرنا مشکل ہے؟ توبہ کیجئے۔ حضور کی معدلت گستری کا تو یہ عالم تھا کہ عزیز و اقارب تو درکنار حضور خود اپنی رعایت بھی نہیں فرماتے تھے۔ حضرت سوار بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز دربار نبوی میں حاضر ہوا میرے بدن پر درس کا رنگین

کپڑا اٹھا حضور نے حظ حظ فرمایا اور چھڑی سے میرے شکم میں ٹھوکا دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو حضور سے بدلہ لونگا۔ بس اسی وقت حضور نے شکم مبارک برہنہ کرکے میرے سامنے کر دیا؛
یہ ہے حضور کا عدل وانصاف، حقیقت یہ ہے کہ حضور نے جو فرمایا عمل سے ثابت بھی کر دکھایا؛

ایفائے وعدہ اور پابندی عہد

تو وہ محبوب خالق ہو کہ جس پر یا رسول اللہ ۔ جہاں بھر کی نہیں جتنی خوبیاں سب ہو گئیں ختم تھے
حضور کی ذات جامع کمالات کی کن کن خوبیوں کو بیان کیا جائے جس خوبی کو ذہن میں لو حضور میں موجود پاؤ گے۔ یہاں ایفائے وعدہ کی فضیلت کا موقع نہیں۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ حضور میں یہ اعلیٰ درجہ کی صفت کس حد تک موجود تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اہل قریش کی جانب سے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک ایمان سے مشرف نہیں ہوئے تھے) بحیثیت قاصد کے حضورؐ کی خدمت میں بمقام مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضرت ابورافع رضہ حضور کے اعلیٰ اخلاق اور پسندیدہ عاداتؐ کے گرویدہ ہو گئے حضور سے عرض کرنے لگے کہ اب تو غلام قدموں سے جدا نہو گا اور ایک ادنیٰ خادم کی طرح خدمت میں حاضر رہیگا؛

غور کرو۔ ایسی حالت میں کہ دشمن کا ایک فرد خود بخود اطاعت قبول کر رہا ہے اور عاجزانہ اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور مجھکو حلقہ غلامی میں داخل کر لیں۔ اگر حضور اس کو شرف قبولیت بخشتے تو کون تھا جو حضور کے خلاف دریدہ دہنی کی جرأت کرتا لیکن اللہ رے پاس وعدہ وعہد فرماتے ہیں کہ:۔ ابورافع! ہم بدعہدی نہیں کر سکتے کہ قاصد کو روک لیں۔ تم کو اسوقت ضرور جانا ہوگا ہاں! اگر اسلام تمہارے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے تو پھر وہاں سے چلے آنا؛

آخر کار یہ ہوا کہ اس مرتبہ حضرت ابورافع کو واپس جانا پڑا اگرچہ وہ قریش کے پاس ٹھہرے نہیں اور دوبارہ حاضر ہو کر دائمی غلامی سے سرفراز ہوئے؛

صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ اہل مکہ کا کوئی شخص بغیر اہل مکہ کی مرضی کے رسول اللہ کے پاس جائیگا تو بوقت طلبی رسول اللہ اس کو واپس کر دیں گے اور اہل مدینہ سے کوئی شخص کفار سے جا ملیگا تو وہ واپس نہ کیا جائیگا۔ الغرض اہل مکہ سے دو شخص جن کے دل میں اسلام کی محبت گھر کر گئی تھی مکہ سے بھاگ کر حضور کی خدمت میں آ گئے لیکن ساتھ ہی اہل مکہ کی طرف سے طلبی ہوئی حضور نے وعدہ کے مطابق اُن کو کفار کے حوالہ کر دیا وہ لوگ لاکھ گڑگڑاتے اور عاجزی کرتے رہے مگر حضور نے وعدہ خلافی کو گوارا نہ کیا۔ چونکہ بسبب محبت اسلام کے کفار اُن پر سختی

کرتے تھے اسلئے وہ اُن کے پاس کسی طرح نہیں رہ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی جان بچا کر بھاگے اور پھر حضور میں حاضر ہوئے۔ لیکن حضور نے اُن کو پھر اپنے ہاں سے واپس کر دیا۔

سخاوت

نہ رفت لا بزبانِ مبارکش ہرگز
مگر در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گویا سرتاپا جود و سخا تھے حضور کی خاص عادت شریفہ تھی کہ سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے، اگر کچھ نہ دیتے تو اس سے اس طریقہ سے معذرت کرتے کہ گویا کوئی اپنے قصور کی معافی چاہ رہا ہے۔ حضور انور کا قول تھا کہ:۔ اگر احد کے پہاڑ کے برابر میرے پاس سونا ہو تو مجھے یہ اچھا معلوم ہو گا کہ میں رات گزرنے کے قبل خرچ کر دوں اور اگر کچھ بچاؤں تو اتنا ہی کہ جو ادائے دین کے لئے ضروری ہو۔"

مثل دیگر اقوال کے اس کا بھی حضور نے بارہا عملی طور پر ثبوت دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور کے پاس نوے ہزار درہم آئے جن کو حضور نے بوریے پر ڈھیر کر دیا کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ تمام درہم کیا ہوئے۔ اور آج کے روز حضور کی کیسی گذری؟ تم کو کیا معلوم سنو! وہ تمام کے تمام درہم فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیے۔ اور شام کے وقت حضور کے ہاں فاقہ رہا۔

فلک تو نے بہت دیکھے جہاں کے رنگ پر دیکھا نہ ایسا گھر فقیرانہ، نہ یہ دربار شاہانہ

مُسلم شریف میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا حضور نے اس کو اس قدر بکریاں عنایت کیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان سمائی ہوئی تھیں۔

صفوان ابن امیہ جو کٹر کافر تھا حضور کی سخاوت دیکھکر مسلمان ہو گیا اور کہا بجز سچے نبی ؐ کے دوسرے کا یہ کام نہیں ہے۔

اسباب معیشت

شہنشاہ ہوں میں شاہنشاہ مسکینوں میں مسکیں ہے
تعالی اللہ نہ ہے شانِ جلالی و جمالی ہے

ایک طرف تو جود و سخا کا یہ حال کہ جو آیا محروم واپس نہیں گیا دوسری جانب فقر و فاقہ کا یہ عالم کہ مہینوں چولہے کے گرم ہونے کی نوبت نہیں آتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کے مطابق حضور اور حضور کے اہل بیت نے پے در پے

دو روز جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔ اسی حالت میں حضور وفات بھی فرما گئے۔

پیٹ بھر روٹی کبھی جو کی نہ کھائی آپ نے کون بتلاؤ تو ایسا عاشقِ غفار ہے

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر حضور استراحت فرماتے تھے چمڑے کا تھا اور اس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہ تھے دو جہاں کی دولتیں تھیں اُن کے خالی ہاتھ میں

ازواجِ مطہرات کے ساتھ سلوک

حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ حضور ہم پر بڑے شفیق تھے کبھی آپ نے کوئی کام کرنے کے لیے نہیں فرمایا کہ میری خاطر کرو بلکہ خود ہماری خدمت پر کمربستہ ہوتے تھے۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ام المومنین صدیقہ رض سے پوچھا کہ حضور مکان میں کیا کام کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ گھر والوں کی خدمت میں مشغول رہا کرتے تھے۔

حضور کا ارشادِ عالی ہے کہ جیسا تم آپ کھاؤ، پہنو ویسا ہی اپنی بیویوں کو بھی کھلاؤ پہناؤ۔ اور مار پیٹ مت کرو۔ اور ان کو حقیر و ذلیل نہ کرو۔ حضور کا یہ بھی ارشاد ہے کہ مومن وہ ہے جو اچھے خُلق والا ہو اور اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح گزران کرنے والا ہو۔

عام عادات و اخلاق

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

حضور سادگی کو نہایت پسند فرماتے تھے حضور کی اندرونی و بیرونی زندگی تصنع اور تکلف سے قطعاً مبرا تھی لباس معمولی اور سادہ پہنتے۔ کھانا بھی ایسا ہی تناول فرماتے۔ ملنے جلنے میں چھوٹا بڑا نہ دیکھتے۔ ہر ایک طبقہ کے لوگوں سے بخندہ روئی پیش آتے۔ غلاموں کی دعوت قبول فرماتے، مسکینوں اور محتاجوں کو اپنے کھانے میں شریک کر لیتے۔ اکثر غلام اور لونڈیاں حضور کو تکلیف دیتیں کہ آپ ہمارے آقا سے فلاں امر کی سفارش کر دیں۔ حضور بے تکلف اُن کے ہمراہ چل کھڑے ہوتے بیماروں کی عیادت فرماتے دوستوں سے ملاقات کرتے اور خیر و عافیت دریافت فرماتے بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ باتوں میں متانت اور سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی جب وعظ و نصیحت فرماتے تو ایسی اعلیٰ درجہ کی تقریر کرتے کہ سامعین کے دل میں جاگزیں ہو جاتی۔ صادق القول اور صادق الوعد حضور جیسا اور کوئی نہ تھا چھوٹوں سے عنایت اور بڑوں کی عظمت حضور کی خصوصیات میں داخل تھی۔ بالخصوص بچوں اور بوڑھوں پر نہایت مہربان تھے۔ حضور میں شرم و حیا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ

حضور پردہ نشین لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم و حیادار تھے۔ فحش اور نازیبا باتوں کے سننے کی تاب نہ لاتے تھے۔ حضور کو زہد و ریاضت کا اس درجہ شوق تھا کہ اس سے ایک لمحہ کو غافل نہ ہوتے تھے۔ نماز میں پائے مبارک کا ورم کر جانا مشہور ہے۔ دوسرے پیغمبران علیہم السلام پر اپنی فوقیت کو ناپسند فرماتے تھے بیجا خوش اعتقادی کے سخت خلاف تھے۔

خاتمہ

دعا ہے کہ خداوند قدوس اپنے حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں حقیر راقم (امام الدین) اور تمام مسلمانوں کو قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم کا مورد بنائے۔ آمین ثم آمین۔

مرا آقا ہے مولائے مدینہ

(از جناب مولوی سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی بی۔اے)

تمنا ہے تمنائے مدینہ — تماشا ہے تماشائے مدینہ
مرے سر میں ہے سودائے مدینہ — مرے دل میں تمنائے مدینہ
بناؤں خاک اُس کی سرمۂ چشم — خدا دکھلائے صحرائے مدینہ
ہے اُس دل میں یقیناً نورِ ایماں — ہو جس دل میں تولّائے مدینہ
شرف ہے عرش پر اُس کی زمین کو — عجب ہے شان والائے مدینہ
غلامی اپنی رشکِ سروری ہے — مرا آقا ہے مولائے مدینہ
مرا ابر رحمت چھا رہا ہے — ہے سایہ حق کا بالائے مدینہ
نثار اُس سر پہ ہوں ہوش و خرد بھی — ذرا ہو جس میں سودائے مدینہ
تماشاگاہ عبرت ہیں یہ آنکھیں — نہ دیکھیں گر تماشائے مدینہ
جمال اُس میں ہے کس کا جلوہ فرما — ذرا دیکھو تو سیمائے مدینہ
قسم رب کی وہ پتھر سے ہے بدتر — نہ ہو جس سر میں سودائے مدینہ

میرے دل میں یہ حسرت آرزو ہے
کہ دیکھوں میں تجلائے مدینہ

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

(از جناب مولوی عاشق حسین صاحب سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی)

آسمانِ نبوت کے تارے نبیؐ　　دین و دنیا کے پورے سہارے نبیؐ
خالقِ دو جہاں کے پیارے نبیؐ　　حضرتِ آمنہ کے دُلارے نبیؐ

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

دُھوم ہے آسماں سے زمیں تک یہی　　کوئی ایسا ہوا ہے نہ ہوگا کبھی
آج دنیا کی تقدیر سی کھل گئی　　کیوں نہ مارے خوشی کے کہیں ہر گھڑی

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

ذرے ذرے کو ہے آج بے حد خوشی　　قطرے قطرے پہ ہے تازگی چھا رہی
شاد ہیں جانور جن و انساں سبھی　　کہہ رہی ہے یہ جنگل کی بوٹی جڑی

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

بتکدوں میں بتوں کا عجب حال ہے　　لات و عزیٰ کی توقیر پامال ہے
برہمن کا ندامت سے منہ لال ہے　　ہیبتِ اسلام اب کفر کیا مال ہے

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

حوریں جنت سے لائی ہیں سامانِ گل　　دیکھنے کے لئے آئی ہیں شانِ گل
ان سے رنگین ہے روئے تابانِ گل　　ساری دنیا کے جنگل ہیں دامانِ گل

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

رحمتوں کی گھٹائیں ہیں چھائی ہوئی　　سب کے دل میں خوشی ہے سمائی ہوئی
بتکدوں سے بتوں کی صفائی ہوئی　　شرک سے پاک ساری خدائی ہوئی

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

آج آباد دنیائے برباد ہے　　جس کو دیکھو وہ اس دور میں شاد ہے
دل ہر اک غم سے سیماب آزاد ہے　　عید میلاد ہے عید میلاد ہے

آج پیدا ہوئے ہیں ہمارے نبیؐ

محفلِ میلاد

از جناب مولانا مولوی محمد عمر صاحب مالک مطبع حسینی مرادآباد

حضورِ اقدس نبی کریم علیہ الصلات والتسلیمات کے ذکر ولادت کیلئے محفلیں کیجاتی ہیں اور انہیں وقتِ ذکر ولادت مبارک تعظیماً قیام کیا جاتا ہے۔ ان محافل میں صلوٰۃ وسلام کی کثرت ہوتی ہے اور حضور کے فضائل ومعجزات اور حضور کی پاکیزہ اور مقدس زندگی کا مختصراً بیان کرکے مسلمانوں کو ان کے مقدس پیشوا کے پاکیزہ حالات سے باخبر کیا جاتا ہے، مدحیہ قصائد واشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، آخر میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، روشنی اور فرش کے اہتمام ہوتے ہیں، اسی محفل کو محفل میلاد اور محفل مولود شریف کہتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ شرعاً یہ محفل جائز ہے یا نہیں؟ تھوڑے عرصے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنہیں اس کے جواز میں کلام ہی نہیں بلکہ وہ اس کے عدم جواز اور بدعت قبیحہ ہونے کے مدعی اور اسکو روکنے اور منع کرنے پر اتنے مصر ہیں کہ کسی اشد حرام اور افحش کبائر کو روکنے پر بھی ان کی توجہ اتنی مبذول نہیں، اس مجلس پاک کو وہ بہت کریہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، کبھی محفلِ فسق کہتے ہیں، کبھی کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیتے ہیں۔ (دیکھو فتوے مولوی رشید احمد گنگوہی) ان صاحبوں کے نزدیک اس محفل کے جواز کی کوئی صورت نہیں اور ہر طرح ہر حال میں یہ مجلسِ پاک ان کے نزدیک ناجائز وناروا ہی ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوٰے رشیدیہ جلد اوّل صفحہ ۵۰ میں لکھتے ہیں:-

سوال۔ مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود او عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

اسی فتاوٰے رشیدیہ صفحہ ۱۴۵ میں ہے مسئلہ محفل میلاد جس میں روایاتِ صحیح پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟ **جواب**۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ اسی جلد کے صفحہ ۱۰۱ میں ہے۔ انعقاد مجلس مولود ناجائز ہے۔ جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ میں ہے کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس ومولود درست نہیں۔"

یہ تو منکرین کے خیالات کی تصویر تھی۔ اب اصل مسئلہ پر محققانہ نظر کیجئے اور بے روو رعایت، بے تعصب ونفسانیت منصفانہ فیصلہ کیجئے۔ الدین یسر شریعت حقہ نے، دین پاک نے ایسی سخت گیری نہیں کی جس کا تحمل نہ ہوسکے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بات بات کیلئے ہمکو نصوص صریحہ تلاش کرنے پر مجبور نہیں کیا ورنہ نشست و برخاست، حرکت وسکون تک دشوار ہو جاتا۔ ہر مباح کیلئے نص درکار ہوتی اور نہ ملتی تو مصیبت کا سامنا ہوتا۔ ہر قانون میں ممنوعات شمار کرا دیئے جاتے ہیں۔ اور جو چیزیں قانون میں منع نہیں ہوئیں جائز سمجھی جاتی ہیں اور اگر ایسا نہ ہوا ور ہر امر جائز کیلئے تصریح ضروری ہو تو دنیا کے بے شمار مباحات اور زمانہ کے بے تعداد حوادث کا قلمبند ہونا ضرور ہوگا۔ اور کوئی مجموعہ کوئی دفتر اُن کیلئے کافی نہ ہوسکیگا۔ اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنہا حین ینزل القرآن تبد لکم عفا اللہ عنہا واللہ غفور حلیم ؛

حدیث شریف میں وارد ہوا۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعو ھا وحرم حرمات فلا تنتھکو ھا وحد حدودا فلا تعتد وھا وسکت عن اشیاء من غیر نقصان فلا تبحثوا عنہا (مشکوٰۃ شریف) قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہوا کہ شرع مطہر نے جن چیزوں کا ذکر نہیں فرمایا وہ مباح ہیں جس امر کی ممانعت نہیں وہ جرم نہیں ہوسکتا اسی لئے فقہائے کرام نے فرمایا اصل الاشیاء الاباحۃ۔ اس کا حاصل یہ ہو کہ ہر چیز اصل میں مباح اور جائز ہے۔ جسپر ممانعت وارد ہوئی وہ ناجائز ہو گئی اور جس کو منع نہیں فرمایا گیا وہ اپنی اصل پر ہے (یعنی مباح ہے)

اب محفلِ میلاد پر غور کیجئے۔ غایۃ الامر یہ ہے کہ وہ کہیں سے ثابت نہو، کسی آیت وحدیث سے اسکے لیے کوئی حکم نہ نکلتا ہو، اگر یہی فرض کرلیجئے تو بھی اُس کی اباحت وجواز میں شک نہیں۔ یہ دلیل مقبول دلیل ہے جسکو منکرین بھی عملاً تسلیم کرتے ہیں۔ ورنہ دیوبند کا مدرسہ دستار بندی وغیرہ کے جلسے اور دار الحدیث کی تعمیر جن کا قرون اولیٰ میں نام ونشان نہیں قرآن وحدیث سے بایں تحقیقات وثبات ثابت نہیں سب ناجائز وناروا ہوجائیں۔ لیکن منکرین یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اُن کی عملی حالت مسکوت عنہ کی اباحت کا اعتراف کرتی ہے۔ گو کہ ضد اور تعصب محفل میلاد کو بااینہمہ ناجائز وناروا ہی قرار دے۔

یہ کلام اُس صورت میں تھا جبکہ یہ فرض کرلیا جائے کہ محفل میلاد شریف کا کوئی حکم قرآن وحدیث میں نہیں ملتا۔ لیکن واقع میں ایسا نہیں بلکہ اس مسئلہ کی بنیادیں براہین قویہ اور زبردست دلائل سے مضبوط ومستحکم ہیں۔ مسلمانوں میں محفل میلاد شریف کے جواز وعدم جواز کا زیر بحث ہونا ایک حیرت انگیز

بات ہے کیا کوئی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جناب سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا یقین رکھتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر مسلمان ہوتا ہے۔ جناب سید کائنات پر ایمان لاتا ہے حضور کے حالاتِ زندگی سے مسلمانوں کو واقف کرنا اور حضور کی مقدس حیات کے نقشہ بار بار مسلمانوں کے سامنے پیش کرکے سیرتِ پاک کا قلوب میں جاگزین کرنا قابل بحث مسئلہ سمجھتا ہے۔ ہر صاحب خرد کے نزدیک ضروری ہے کہ مسلمان جس کو اپنا نبی اور پیشوا مانتے ہیں جس پر ایمان لاتے ہیں اُس ذاتِ قدسی صفات کے حالات سے آگاہی حاصل کریں اور یہ انکا ضروری فرض ہو اسی لئے میلادِ مبارک کی محافل منعقد کیجاتی ہیں کہ اجمال واختصار کے طور پر مسلمانوں کو اُن کے آقائے نعمت کی سیرتِ مبارکہ سے باخبر کردیا جائے۔ اسکو روکنا اور منع کرنا مسلمان اور خیر خواہ اسلام کی شان سے بعید ہے۔ اسلئے اس مسئلہ میں کسی مسلمان کا بحث کرنا اور اُس کے جواز کو محل کلام ٹھہرانا ایک تعجب خیز بات ہو چہ جائیکہ اسکو بدعت سیئہ یا ناجائز کہا جائے اور کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیجائے (العیاذ باللہ) مسلمانوں کے دل وجگر اس تشبیہ سے جو صدمہ محسوس کرتے ہیں بیان میں نہیں آسکتا۔ حضور کا ذکر حضور کے اوصاف واحوال کا بیان ذکرِ الٰہی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ ذکرک ذکری اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے حبیب آپکا ذکر میرا ذکر ہے من ذکرک ذکرنی جسنے آپکا ذکر کیا میرا ہی ذکر کیا۔ اب حضور کا ذکر ممنوع کہنے کے یہ معنی ہیں کہ ذکر الٰہی ناروا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایسا کہنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ ذکر الٰہی عبادت ہو اور اُس کے فضائل سے قرآن وحدیث مالامال ہیں تو ذکر مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا عبادت ہوا۔ نہ بدعت، تمام حدیث حضور ہی کا ذکر ہے۔ قرآنِ پاک میں جا بجا حضور کے اوصاف وکمالات' اخلاق وعادات کا بیان ہو کیا یہی ذکر بدعت ہوسکتا ہے؟ غلط! غلط!! ہرگز نہیں!!!

انبیاء علیہ التحیۃ والثنا حضور کا ذکر سُناتے آئے۔ سیدنا حضرت عیسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے حضور کا مولود شریف پڑھا جس کا قرآن پاک بیان فرماتا ہے۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کیا یہی ذکر ولادت آج کسی کے تعصب سے ناجائز وبدعت ہوجائیگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتاہے واذقال موسیٰ لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الآیہ۔ یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے قوم تم اللہ کی اُس نعمت کا ذکر کرو جو تم پر ہے کہ تم میں انبیاء (علیہم السلام) کو پیدا کیا۔ اس آیت مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام کے ذکر پیدائش کا حکم فرمایا گیا اور اُس کو نعمت قرار دیا۔ حضور تو سید انبیاء ہیں آپ کا ذکر

تو اور بھی افضل واعلیٰ ہے۔ ان دلائل سے ذہن نشین ہو گیا ہوگا کہ حضور کا ذکرِ ولادت جس کو مولود شریف کہتے ہیں کم از کم مستحب ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اس مدعا پر بیشمار دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں مگر اہل فہم کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اب میں قیام کا ذکر کروں جو ذکر ولادت کے وقت تعظیماً کیا جاتا ہے یہ بات تو دلیل کی محتاج نہیں کہ قیام سے حضور کی یا حضور کے ذکر کی تعظیم مقصود ہے اور اس تعظیم کی نسبت قرآن کریم میں وارد ہے وتعزروہ وتوقروہ اور ایک قرأت میں وتعززوہ بھی وارد ہے۔ قرآن کریم نے حضور کی عزت وتوقیر کا حکم فرمایا۔ جس طرح بھی توقیر کیجائیگی آیت ہی کی تعمیل ہوگی اور یہ قیام مستحب ہوگا۔ نہ بدعت نہ شرک۔ ترمذی میں یہ حدیث مروی ہے۔ عن ابن عباس انہ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم اس حدیث سے حضور کا خود بنفسِ نفیس قیام فرما کر اپنی پیدایش کا ذکر فرمانا ثابت ہوا۔ اہل انصاف سے توقع ہے کہ وہ تسلیم کرنے کیلئے تیار رہوں گے البتہ ضد اور نفسانیت عذر اور حیلے تلاش کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

اب اگر یہ شبہ ہو کہ مولود شریف میں کئی شخص ملکر پڑھتے ہیں آیا یہ ثابت ہو یا نہیں۔ تو اگرچہ یہ شبہ قابل لحاظ نہیں کیونکہ جس چیز کی ممانعت شریعت نے نہیں فرمائی وہ ممنوع و ناجائز نہیں ہوسکتی لیکن اطمینانِ خاطر کیلئے بخاری ومسلم کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ عن انس قال جعل المھاجرون والانصار یحفرون الخندق وینقلون التراب وھم یقولون۔ نحن الذین بایعوا محمدا۔ علی الجہاد ما بقینا ابدا۔ ویقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یجیبھم۔ اللھم لا عیش الا عیش الاخرہ = فاغفر الانصار والمھاجرۃ = اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ انصار ومہاجرین خندق کھودتے اور مٹی نکالتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے سے نحن الذین بایعوا محمدا = علی الجہاد ما بقینا ابدا۔ اس سے آوازیں ملا کر پڑھنا ثابت ہوا۔ شامی میں ہے فان المتوارث فیہ اجتماعھم لتبلغ اصواتھم الی اطراف المصر الجامع یعنی لوگوں کا جمع ہو کر آوازیں ملا کر اذان کہنا تاکہ شہر کے اطراف میں آوازیں پہنچ جائیں متوارث ہے۔ کذا فی النووی۔

جب اذان میں آوازیں ملانا توارث کی بنا پر جائز ٹھہرا تو مولود شریف میں کیا کلام ہے۔ اب علماء امت کے اقوال معائنہ کیجیے۔ ابن جوزی (محدث) نے رسالۂ مولود شریف کے آخر میں لکھا ہے:۔ فلازال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب

يحتفلون بمجلس مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ويفرحون بقدوم ھلال ربيع الاول ويغتسلون
ويلبسون بالثياب الفاخرة ويتزينون بانواع الزينة ويتطيبون ويكتحلون ويأتون بالسرور
فی ھذہ الايام ويبذلون علی الناس بما كان عندھم من المضروب والاجناس ويھتمون اھتماما
بليغا علی السماع والقرأت لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وينالون بذالك اجرا جزيلا وفوزا عظيما
ومن جرب عن ذالك انہ وجد فی ذالك العام كثرۃ الخير والبركۃ مع السلامۃ والعافيہ ووسعۃ
الرزق وازدياد المال والاولاد والاحفاد ودوام الامن فی البلاد والامصار والسكون والقرار فی
البيوت والدار ببركۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حرمین محترمین مصر میں شام اور عرب کے تمام
شہروں کے لوگ مشرق سے مغرب تک ربیع الاول شریف میں ہمیشہ مولود شریف کی محفلیں کرتے رہتے ہیں اور اس
ماہ مبارک کا چاند دیکھکر خوش ہوتے ہیں غسل کرکے عمدہ عمدہ لباس پہنتے طرح طرح کی زینتیں کرتے ہیں، خوشبوئیں
استعمال کرتے ہیں سرمہ لگاتے ہیں اور ان ایام میں خوشیاں مناتے ہیں اور نقد جنس جو ان کے پاس ہوتا ہے لوگوں
لوگوں پر صرف کرتے ہیں اور مولود شریف کے پڑھنے کا بہت بلیغ اہتمام کرتے ہیں اور اسکی بدولت اجر جزیل اور فوز
عظیم پاتے ہیں۔ یہ امر مجرب ہو کہ حضور کے مولود شریف کی برکت سے سال بھر خیر و برکت، سلامت و عافیت، رزق
کی فراخی مال کی زیادتی، اولاد کی کثرت، شہروں میں امن گھروں میں چین و راحت رہتی ہو شیخ عبد الحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ میں فرماتے ہیں: "لا زال اھل الاسلام يحتفلون بشھر
مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم ويعملون الولائم ويتصدقون فی لياليہ بانواع الصدقات ويظھرون
السرور ويزيدون فی المبرات ويعتنون بقراۃ مولدہ الكريم ويظھر عليھم من بركاتہ كل
فضل عميم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالك العام وبشری عاجلہ بنيل المرام فرحم
اللہ امرأ اتخذ ليالی شھر مولدہ المباركۃ اعيادا ليكون اشد علی من فی قلبہ مرض وعناد ولقد
اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانكار علی ما احدثہ الناس من البدع والاھواء والغناء بالالات
المحرمۃ عند عمل المولد الشريف فاللہ تعالی يثبتہ علی قصد الجميل ويسلك بنا سبيل السنۃ فانہ
حسبنا اللہ ونعم الوكيل" یعنی اہل اسلام ہمیشہ ربیع الاول شریف میں محفلیں کرتے ہیں اور مولود شریف
پڑھتے ہیں اور ان پر اسکی برکت سے اللہ جل شانہ کا فضل عام ہوتا ہے اور یہ تو مجرب ہو کہ مولود شریف کی برکت سے
سال بھر امن رہتی ہے اور مراد جلد حاصل ہوتی ہے اللہ اس شخص پر رحم فرماوے جس نے حضور کی پیدائش کی رات
کو خوشی اور عید بنالیا ہو یہ اُن کو بہت شاق گذرتا ہے جن کے دلوں میں مرض اور عناد ہو اور ابن الحاج نے بہت
انکار کیا ہے ان چیزوں کا جو لوگوں نے مولود شریف میں باجوں اور حرام آلوں کے ساتھ گانا اور خرافات بکنا

کرلی ہیں اللہ جل شانہٗ اسکو قصد جمیل اور نیک کام پر قائم رکھے اور ہم سب کو سنن مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وعلی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم پر چلنے کی توفیق دے۔ سیرۃ حلبی میں ہے ولذا قال ابن حجر الھیتمی ان البدعۃ الحسنۃ متفق علیٰ ندبھا وعمل المولد واجتماع الناس لہ بذلک یعنی علامہ ابن حجر الہیتمی نے فرمایا کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے اور مولود شریف اور لوگوں کا اسکے لیے جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی مستحب ہے۔

اب بحمدہٖ تعالیٰ محفل مولود شریف کا انعقاد اور قیام تعظیمی اور شیرینی اور اہتمام فروش سب کا استحباب بہت روشن دلائل سے ثابت ہوا۔ اور اہلِ انصاف کیلئے اس قدر کافی ہو ورنہ اس مضمون میں اگر بسط کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو۔ مخالفین نے اس مسئلہ میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ ان کا تعصب اس درجہ پہنچ گیا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ لکھدیا کہ کوئی سا مولود اور عرس جائز نہیں۔ یعنی سرے سے ذکر ولادت ہی ناروا ہے (معاذاللہ) اس سے بڑھکر انکا وہ فتویٰ ہے جسمیں لکھتے ہیں "عقد مجلس مولود اگرچہ اسمیں کوئی امر غیر مشروع نہو مگر اہتمام وتداعی اسمیں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں" کمال ہے کہ کوئی امر غیر مشروع نہو تب بھی درست نہیں اسکے یہ معنی ہوئے کہ کوئی ناجائز بات اسمیں نہو تب بھی جائز نہیں اس سے بڑھکر تعصب اور سخن پروری کی کیا مثال ہوسکتی ہو؟ واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد والہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

اوقات گرامی

قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین حضرت مولانا حافظ حاجی پیر سید محمد جماعت علیشاہ صاحب قبلہ علی پوری ادام اللہ فیوضھم وبرکاتہم آجکل علی پور شریف میں رونق افروز ہیں احباب مطلع رہیں۔

عالیجناب طریقت مآب مولانا صاحبزادہ حافظ سید شاہ نور حسین صاحب سلمہٗ ربہٗ جماعت کی توسیع اشاعت میں بنفس نفیس مصروف ہیں امید واثق ہے کہ عنقریب توجہات گرامی کے شاندار نتائج برآمد ہونگے۔

فخر قوم عالیجناب شیخ صادق حسن صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا ممبر لیجسلیٹو اسمبلی اپنے مشہور وطویل سفر یورپ وبلاد اسلامیہ سے بخیروعافیت اور کامیابی سے مراجعت فرمائے وطن ہوئے ہم اپنے شہر کے اس نیک دل ہمدرد قوم عالی ہمت رئیس کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

یہ خبر انتہائی رنج وقلق کے ساتھ لکھی جاتی ہے کہ ہمارے کرم دوست حکیم معراج الدین احمد صاحب مالک الفقیہ ورسالہ حنفی امرتسر کے والد بزرگ حکیم محمد ابراہیم صاحب (جوامرتسر میں ایک کہنہ مشق وتجربہ کار طبیب تھے) ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو بعارضہ مراق البطن اس دار ناپائدار سے رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا مرحوم کو بخشے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

میلادِ رسولِ محرّمؐ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(جناب سالک بی۔ اے۔ ایچ پی مدیر زمیندار۔ لاہور)

فرشتے تھے فضائے قدس میں صرفِ پَرافشانی — خوشی سے جھومتے تھے اُن کے پیکر ہائے نورانی
زمیں سے آسماں تک آمد و رفتِ ملائک تھی — خلا میں گونجتے تھے نغمہ ہائے حمدِ ربانی
پروں کی جنبشِ لرزاں سے موسیقی کی لے پیدا — لبوں کی لرزشِ پیہم سے طاری کیفِ روحانی
فضا میں نغمہ ہائے حمد سے ایسا تلاطم تھا — ہوائے عالمِ بالا میں کیفیت تھی طولانی
وفورِ نور کا عالم تھا ایسا آخرِ شب میں — کہ ہر تارے پہ ہوتی تھی فدا خورشید سامانی
پڑیں فاران کی چوٹی پہ بوندیں ابرِ رحمت کی — فزوں تھی پارۂ سیماب سے بھی جن کی تابانی
خوشی سے مست تھے سب آسماں والے کرّات میں — ہوا رُوح الامیں کو دفعتہً یہ حکمِ یزدانی
منادی جا کے کر دو خشک و تر میں بحر و بر میں — ہوئے پیدا محمدؐ آج عبداللہ کے گھر میں

دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

مچی اک دھوم عالم میں محمدؐ مصطفٰے آئے — ہوا اتمام دیں جن پر وہ ختم الانبیاء آئے
جہاں کے لوگ تھے سب مبتلائے کفر و گمراہی — انہیں ایمان کا رستہ دکھانے رہنما آئے
خدا کو چھوڑ کر سب ہو چکے تھے لات و عزیٰ کے — خدا کے نام کی عظمت کو محبوبِ خدا آئے
جہاں کو جو ہوش باقی تھا نہ دنیا کا نہ عقبیٰ کا — جہاں کی رہبری کو ہادیٔ ہر دوسرا آئے
جہاں میں زندگی تھی شاق روحانی مریضوں پر — طبیب ان کے لئے لیکر دوائے جانفزا آئے
نہ دیکھی جائے جس سے ذلت و مظلومیٔ انساں — وہ لے کر اپنے سینے میں دلِ درد آشنا آئے
کھِلے افسردہ غنچے باغ میں اور بلبلیں چہکیں — وہ گلزارِ جہاں میں صورتِ بادِ صبا آئے

قدومِ شاہ سے وادیٔ بطحا ہو گئی روشن
کہاں کی وادیٔ بطحٰی کہ دنیا ہو گئی روشن

انجمن نعمانیہ ہند لاہور کا ۳۷ واں سالانہ جلسہ ۷-۸-۹ نومبر ۱۹۲۷ء بمقام لاہور انجمن موصوف کے اپنے مکان واقع ٹکسالی دروازہ بایام جمعہ، ہفتہ، اتوار کو بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوگا۔

محمد رسول اللہ

والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

تبلیغ و تنظیم اور اسوۂ رسول کریم

(جناب مولوی غلام رسولؐ صاحب)

جناب باری تعالیٰ جل شانہٗ و جل جلالہٗ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی مسلمانوں کے لئے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ اس ارشاد خداوندی کے مطابق ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مقدسہ کے واقعات و حوادث خدائے بزرگ و برتر نے اس التزام کے ساتھ مرتب فرمائے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی کوئی مصیبت مسلمانوں کا کوئی مسئلہ مسلمانوں کی کوئی حرکت ایسی نہیں جس کے لئے حضرت تاجدار دو عالم کی زندگی میں بہترین رہنمائی کا سامان موجود نہ ہو۔

آجکل ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے دو مسئلے ہیں۔ تبلیغ اور تنظیم۔ مسلمانان ہند کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ تبلیغ کلمۂ حق اور تنظیم جماعت دونوں پیغمبرانہ عمل ہیں۔ اور آج تک اللہ تعالےٰ نے سطح ارضی پر جتنے انبیائے کرام مبعوث فرمائے۔ ان کی بعثت کا مقصد تبلیغ و تنظیم کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ بہت سادہ اور واضح بات ہے۔ کہ حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت محمد رسول اللہ تک جتنے پیغمبر اور ہادی اللہ کی طرف سے آئے۔ ان سب کا مقصد یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اہل عالم تک پہونچا دیں۔ اور ان میں سے مومنین کی جماعت طیار کر کے ان میں رشتۂ اخوت استوار کر دیں۔ مسلمانوں کو مبارک ہو۔ کہ وہ آجکل اُن مقدس مشاغل میں مصروف ہو رہے ہیں۔ جن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ اولوالعزم نبیوں کو بھیجتا اور اہل عالم کے دلوں اور دماغوں میں انقلاب پیدا کرتا ہے۔ آؤ دیکھیں کہ موجودہ پیچیدہ مسائل میں حضور سرور کائنات کی حیات مقدسہ کیونکر ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

تبلیغ حق

قرآن کریم نے انبیا کی صفات بیان فرماتے ہوئے ان کی دو صفتیں بہائت نمایاں اور بار بار بتائی۔ سورۂ احزاب میں ارشاد ہوا۔ الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ (ترجمہ) جو اللہ کے پیغامات کو پہنچاتے ہیں۔ اُسی سے ڈرتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی ہستی سے خوف نہیں کھاتے۔

حضور سرور کائنات کی ساری زندگی تبلیغ رسالات اللہ خشیۃ اللہ اور غیر الٰہی طاقتوں سے بے باکی میں

بسر ہوتی ہے۔ جس زمانے میں حضور نے کلمۂ حق کی آواز ریگستانِ حجاز میں بلند کی۔ عرب میں بت پرست مشرکین یہود اور نصاریٰ آباد تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید مطلق کی تعلیم دی۔ عبادت اصنام کی شدید مخالفت کی۔ اس لئے بت پرست حضور کے دشمن ہو گئے۔ حضور نے یہود کو گمراہ بتایا۔ یہود حضور کے مخالف ہو گئے۔ حضور نے حضرت عیسیٰؑ کی معصومیت اور مریم صدیقہ کی طہارت کا اقرار کرنے کے ساتھ ہی مسیح کی ابنیت و تثلیث کی پہلی آواز جب اپنے پورے جلال سے بلند ہوئی۔ تو خدا کے نبی نے جو بظاہر یتیم، کس مپرس، بے حامی و مددگار اور کمزور تھا۔ آن واحد میں ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا۔ اس نے کسی سے خوف نہ کھایا اور صرف خدا کی حمایت و اعانت پر بھروسا کر کے تبلیغ حق میں مصروف ہو گیا۔

صرف یہی نہیں، بلکہ عربوں کو بتایا۔ کہ تمہاری سیاست، تمہارا تمدن، تمہاری معاشرت، تمہارا اخلاق سب لغو و بیہودہ ہے۔ پرانے رسوم و قیود اور باطل توہمات کے طلسم کو توڑ کر ان وحشیوں کو حقیقی مذہب، تہذیب اور تمدن کے قواعد و ضوابط سکھائے۔ غرض پیغامات خداوندی کی تبلیغ میں کسی رسم کی پابندی کسی شخص کے لحاظ اور کسی طاقت کے خوف کو اپنے دل پر مستولی نہ ہونے دیا۔ غیر الٰہی اور مخالف حق طاقتوں نے بغض و عناد سے سرشار ہو کر حضور کو اور حضور کے شیدائیوں کو اذیتیں شروع کیں۔ عزیزوں کا لہو سفید ہو گیا۔ حقیقی چچا اپنے ابولہب دشمن جانی ہو گئے۔ چچی کا یہ حال کہ کے کانٹے اور گوکھرو جمع کر کے لاتی اور جن جن راہوں سے یہ مقدس بھتیجا گزرتا۔ وہاں وہ کانٹے بکھیر دیتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پائے مبارک زخمی ہو جاتے۔ بیٹھ کر تلووں سے کانٹے نکالتے اور راستے سے ان کو اٹھا کر الگ ڈال دیتے۔ کہ دوسرے راہگیر اس تکلیف سے بچیں۔ جب خدا کا نبی تبلیغ حق کے لئے زبان کھولتا۔ پتھروں اور ڈھیلوں کی بوچھاڑ کی جاتی۔ لیکن اس شجیع و بہادر مبلغ اعظم نے ان اذیتوں کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ اور پیغام حق پہنچانے میں کبھی غفلت نہ کی۔

کفار و مشرکین نے صرف اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ آپ کے قتل کی سازشیں کی گئیں۔ جہاں آپ تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کا مقابلہ پتھروں اور اینٹوں سے کیا جاتا۔ حضور کی پنڈلیاں لہولہان ہو جاتیں اور کفش مبارک خون سے لبریز ہو جاتی۔

آج مسلمان تبلیغ اسلام کے کام میں تکلیفوں کی شکایت کرتے ہیں۔ روپے کی قلت کا رونا روتے ہیں۔ لیکن اگر وہ مبلغ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کا مطالعہ کریں۔ تو ان کو معلوم ہو۔ کہ تبلیغ کے راستے میں تکلیفوں کا برداشت کرنا ہی فلاح و کامیابی کا موجب ہوا کرتا ہے۔ حضور دنیاوی سروسامان نہ رکھتے تھے۔ اور حضور کے مخالفین دولت و ثروت سے مالا مال تھے۔ لیکن کامیابی حضورؐ ہی کو ہوئی۔

اور دشمنوں کا سارا ساز و سامان دھرا ہی رہ گیا۔ پھر آج مسلمان کیوں قلت مال کی شکایت کرتے ہیں۔ اللہ پر بھروسہ کرو۔ تقوائے اختیار کرو۔ اکل حلال اور صدق مقال پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقاصد میں ہر قسم کی مصیبتیں اُٹھانے کے لئے آمادہ رہو۔ انشاء اللہ تمہیں کامیاب ہوگے۔ اور مخالفین کا سارا ساز و سامان۔ ان کا روپیہ انکی کثرت تعداد۔ ان کی تدبیریں۔ سب اسی طرح ناکام رہ جائیں گی جس طرح مشرکین عرب خائب و خاسر رہ گئے تھے۔

تنظیم

قرآن حکیم نے تبلیغ کے بعد تنظیم قوائے اسلامیہ اور اتحاد بین المسلمین کے مقاصد کے لئے فرمایا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ کذالک یبین اللہ لکم اٰیاتہ لعلکم تھتدون۔ (ترجمہ) اور سب ملکر خدا کی ہدایت کی رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی اور تم اُس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تمکو اس سے بچالیا۔ اس طرح خدا تمکو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

تبلیغ اور تنظیم کچھ آپس میں اس طرح شیر و شکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اتحاد۔ اخوت اسلامی کی تلقین کے ساتھ ہی مندرجہ بالا آیات سے آگے ارشاد فرمایا کہ:۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (ترجمہ) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے بُرے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔"

یعنی تنظیم قوائے اسلامیہ کے بعد بھی یہ ضروری امر ہے کہ امت محمدیہ کا ایک حصہ مستقل طور پہ تبلیغ اسلام کے فرائض ادا کرتا رہے۔ اس آیت کے ساتھ ہی مسلمانوں کے باہمی تفرقہ و اختلاف پر سخت عتاب کا اظہار فرمایا۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینات واولئک لھم عذاب عظیم۔ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (ترجمہ) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہوگئے اور احکام بیّن کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو بڑا عذاب ہوگا۔ جس دن بہت سے مُنہ سفید ہوں گے اور بہت سے مُنہ سیاہ"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی مسلمانوں میں یکجائی اتحاد۔ تنظیم کے قیام کی کوشش میں

گذری ہے اور اسلام کا ایک ایک حکم اسی روح تنظیم سے مالا مال ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ توحید کا عقیدہ ہی تنظیم قوائے اسلامیہ کی جان ہے۔ خدا کو واحد مان کر ساری جماعت میں ایک وحدت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر جب خدا بھی ایک رسول بھی ایک۔ کتاب بھی ایک۔ قبلہ بھی ایک ہو تو ایسی قوم کی تنظیم کا کیا کہنا۔ نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید اسی اتحاد و تنظیم کا جزو اعظم ہے۔ سال بھر میں ایکدفعہ حج کے لئے تمام مسلمانانِ عالم کا ایک مقام پر جمع ہونا ایک ہی لباس پہنکر ایک ہی قسم کے فرائض بجا لانا وحدت و تنظیم کا کتنا بڑا محرک ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عربوں کو جن کے قبائل ہمیشہ بغض و عناد کی آگ میں جلتے رہتے تھے اور ذرا ذرا سی بات پر صدہا برس تک جنگ و پیکار میں مصروف رہتے تھے ایک نقطہ پر جمع کیا اور اس قوم کی بکھری ہوئی طاقتوں کو اس طرح منظم و مرتب کیا کہ وہ جاہل و غیر متمدن لوگ ایران و مصر اور روم الکبریٰ کی عظیم الشان اور مہذب سلطنتوں کا تختہ الٹ دینے پر قادر ہو گئے کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ قرون اولے کے مسلمانوں میں یہ طاقت و قوت کیوں تھی اور اب مسلمان درماندہ کیوں ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ تقویٰ ان کا شعار تھا جان و مال سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول کی خدمت کے لئے آمادہ رہتے تھے اور آپس میں رحیم تھے تمہاری یہ حالت ہے کہ تعیش میں مبتلا ہو تقوے کا نشان تک نہیں اللہ کے راستے میں جان تو ایک طرف رہی اپنے اموال دنیاوی میں سے ایک حبہ بھی خرچ کرنے سے کتراتے ہو اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ آپس میں لڑتے ہو اسی لئے درماندہ و ذلیل ہو۔

کاش مسلمان رسول پاک کی زندگی کو پیش نظر رکھیں اور ہر شعبۂ حیات میں حضور رحمۃ للعالمین کے اتباع کو اپنا طریق عمل قرار دیں کہ مسلم کی زندگی کا راز اسی اتباع میں مضمر ہے۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے پیغمبر اعظم نے تبلیغ اسلام و تنظیم قوائے اسلامیہ میں زندگی بسر کی ہے اس لئے ہر مسلمان کی زندگی کا مقصد وہی ہونا چاہئے جو حضور علیہ السلام کی حیات مقدسہ کا نصب العین تھا۔ بہرحال تبلیغ و تنظیم مسلمانوں کے مستقل و دائمی فرائض ہیں۔ انہی میں اسلام ہے۔ انہی میں دنیا و عقبیٰ کی سرخروئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے حبیب پاک کے صدقے میں دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ و علےٰ آل محمدٍ و علیٰ اصحاب محمدٍ و بارک وسلم۔

دفتر جماعت میں جو کتابیں اور رسائل بغرض ریو موصول ہوئے ہیں انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں ان پر ریویو کیا جائیگا

نہائت مفید و قابل دید کتابیں

مکتوبات امام ربانی معہ سوانح مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف مشہور عالم ہیں جو درحقیقت قرآن و حدیث کی صحیح و بہترین تفسیر ہیں ان کا اردو ترجمے کی عام طور پر ضرورت تھی۔ حصہ اول کا ترجمہ نہائت سلیس اور عام فہم چھپکر تیار ہے اور ابتدا میں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف عہ

تصنیفات امام غزالی۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ یعنی نصائح امام غزالی۔ مذمت غیبت و چغلی۔ مذمت غضب و حسد و حقد۔ یہ تینوں کتابیں تصوف کے سراپا رحمت و برکت مضامین سے مالامال ہیں۔ تینوں کی مجموعی قیمت صرف عہ

مبداء معاد۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ہے اس میں شریعت و طریقت کے نہائت ضروری مسائل درج ہیں۔ تصوف و سلوک کے شیدائیوں کے لئے نعمت لازوال ہے۔ قیمت صرف ۸ر

شرح رباعیات حافظ معہ سوانح عمری حافظ حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جو اثر ہے اسکا ہر شخص قائل ہے۔ دیوان حافظ کی شرح تو مدت سے چھپتی آتی ہے لیکن ان کی بے نظیر رباعیوں کی شرح ابتک نہیں چھپی تھی حال میں پوری محنت و کوشش سے انکی رباعیوں کا ترجمہ اور شرح چھپی ہے اور شروع کتاب میں حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت صرف ۶ر **مناقب نقشبندیہ** قیمت ۶ر

برکات علی پور۔ اس ضخیم کتاب میں جو حضرت مولانا مولوی خیر شاہ مرحوم و مغفور کی تالیف لطیف ہے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام و کمال بزرگوں کے حالات و عالیجناب حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کا ذکر خیر نہائت وضاحت سے لکھا گیا ہے اور عربی۔ فارسی۔ اردو زبان میں شجرے بھی درج کئے گئے ہیں۔ یاران طریقت کے لئے بہت بڑے کام کی چیز ہے چند جلدیں باقی رہگئی ہیں جلد طلب کیجئے۔ قیمت صرف عہ

مناقب الآل والاصحاب۔ اس کتاب میں حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور ائمہ حسنین رضی اللہ عنہم کے اوصاف و حالات مستند صحیح احادیث سے بوضاحت لکھے گئے ہیں قیمت صرف ۶ر

اسماء الحسنےٰ۔ خدائے تبارک و تعالیٰ کے اسماء ذاتی و صفاتی کے فوائد و خواص اور ان کے اوراد و وظائف کی متعدد آسان ترکیبیں۔ شائقین عملیات کے لئے لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت صرف ۴ر

تخمیس کریما۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کی مشہور و مقبول نظم کریما کی سلیس عام فہم شستہ و پاکیزہ اردو تضمین قیمت صرف ۶ر

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ **مینجر رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)**

نہائت مفید و قابل دید کتابیں

مکتوبات امام ربانی معہ سوانح مجدد الف ثانی — حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف مشہور عالم ہیں جو درحقیقت قرآن وحدیث کی صحیح و بہترین تفسیر ہیں ان کا اردو ترجمے کی عام طور پر ضرورت تھی۔ حصہ اوّل کا ترجمہ نہائت سلیس اور عام فہم چھپکر تیار ہے اور ابتدا میں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف عہ

تصنیفات امام غزالی۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ یعنی نصائح امام غزالی۔ مذمت غیبت وچغلی۔ مذمت غضب وحسد وحقد۔ یہ تینوں کتابیں تصوف کے سراپا رحمت وبرکت مضامین سے مالامال ہیں۔ تینوں کی مجموعی قیمت صرف عہ

مبداء معاد۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ہے اس میں شریعت وطریقت کے نہائت ضروری مسائل درج ہیں۔ تصوف وسلوک کے شیدائیوں کے لئے نعمت لازوال ہے۔ قیمت صرف ۸ر

شرح رباعیات حافظ معہ سوانح عمری حافظؒ — حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جو اثر ہے اسکا ہر شخص قائل ہے۔ دیوان حافظ کی شرح تو مدت سے چھپتی آتی ہے لیکن ان کی بے نظیر رباعیوں کی شرح اب تک نہیں چھپی تھی حال میں پوری محنت وکوشش سے انکی رباعیوں کا ترجمہ اور شرح چھپی ہے اور شروع کتاب میں حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت صرف ۶ر۔ **مناقب نقشبندیہ** قیمت ۶ر

برکات علی پور۔ اس ضخیم کتاب میں جو حضرت مولانا مولوی خیر شاہ مرحوم ومغفور کی تالیف لطیف ہے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام وکمال بزرگوں کے حالات وعالیجناب حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کا ذکر خیر نہائت وضاحت سے لکھا گیا ہے اور عربی۔ فارسی۔ اردو زبان میں شجرے بھی درج کئے گئے ہیں۔ یاران طریقت کے لئے بہت بڑے کام کی چیز ہے چند جلدیں باقی رہگئی ہیں بلد طلب کیجئے۔ قیمت صرف عہ

مناقب الآل والاصحاب۔ اس کتاب میں حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام اور ائمہ حسنین رضی اللہ عنہم کے اوصاف وحالات مستند صحیح احادیث سے بوضاحت لکھے گئے ہیں قیمت صرف ۶ر

اسماء الحسنے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ کے اسماء ذاتی وصفاتی کے فوائد وخواص اور ان کے اوراد وظائف کی متعدد آسان ترکیبیں۔ شائقین عملیات کے لئے لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت صرف ۴ر

تخمیس کریما۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کی مشہور ومقبول نظم کریما کی سلیس عام فہم شستہ وپاکیزہ اردو تضمین۔ قیمت صرف ۶ر

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ مینجر رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱

بےنظیر اسلامی کتابیں

خطبات حنفیہ۔ اس بے مثل کتاب میں آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن تمام خطبات۔ ارشادات۔ ہدایات اور ملفوظات کے سچے گوہر اور قیمتی موتی بکھیر کر رکھ دیئے ہیں جو حضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روبرو پڑھے۔ بعدہ خلفائے راشدہ یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت شیر خدا علی رضی اللہ عنہم کے خطبات بھی درج کئے گئے ہیں۔ بلکہ اس کو مفید عام بنانے کے لئے ہر خطبہ کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ موثر و دلچسپ طرز میں رقم کیا گیا ہے۔ باوجود ایسی ہی کثیر خوبیوں کے قیمت صرف ۱۲

خطبات محبوب۔ یعنی خطبات عیدین مسائل عید الفطر و صدقہ فطر و قربانی وغیرہ کے علاوہ حضرت ابن عباس رض کی وہ دو حدیثیں ہیں جن میں حضرت اسمٰعیل کو حضرت ابراہیم کا وادی ذی زرع میں چھوڑنے اور ان کی قربانی۔ بنائے کعبۃ اللہ اور حضرت ابراہیم کا ملک شام سے عرب شریف کی طرف سفروں کا بیان مع اصل عربی ترجمہ نثر و نظم واعظوں کی جان بےنظیر ہیں قیمت صرف ۸

اسرار العشق مسمّٰی بہ کنز العشق۔ یعنی شرح رمز العشق۔ اس کتاب میں تصوف کے بیش بہا قیمتی جواہر ریزے شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ زبان ایسی سادہ اختیار کی گئی ہے کہ معمولی اردو خوان بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ قیمت صرف ۸

سیرت مسلم۔ تاریخ اسلام کے کئی ہزار صفحات کا خلاصہ جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کیسے ہوتے ہیں۔ ہر شخص کے پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ ۸

وجدانی نشتر۔ اہل اللہ کے سوز و گداز سکون و اضطراب حال و قال کے خزانہ۔ ارباب تصوف کے لئے قابل دید۔ قیمت ۸

بنات الرسول۔ حضرت فاطمۃ الزہرا۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی ۶

ازواج النبی۔ ازواج مطہرات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ۸

بابل۔ شہر بابل جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اس کے تاریخی حالات۔ قیمت ۸

اسلام اور علمائے فرنگ۔ اسلام کے متعلق محض علمائے یورپ اور امریکہ کی دلچسپ رائیں ۶

سید الشہداء۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بزرگ چچا امیر حمزہ رضی اللہ کی سوانح عمری ۳

سوانح عمری حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ محترمہ ملکہ بلقیس کی سوانح عمری۔ قیمت ۴

شداد اور اس کا بہشت۔ شداد اور اس کے بہشت کے مفصل اور حیرت انگیز حالات قیمت ۳

حیات صابر۔ پیران کلیر کے خشک جنگل کو لبستان رحمت بنانے والے بزرگ کے مکمل حالات پاکیزہ اور شستہ زبان میں مولانا آزاد کے قلم سے۔ قیمت ۵

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ **منیجر رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)**